SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, August 2 1, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰآیہا الذین اٰمنوا لا تلھکم اموالکم و لا اولادکم عن ذکراللہ و من یفعل ذالک فاولٰک ھم الخسرون O وانفقوا من ما رزقنٰکم من قبل ان یاتی احد کم الموت فیقول ربّ لولآ اخرتنیّ الیٰ اجلٍ قریبٍ فاصدق واکن من الصٰلحینO ولن یوخر اللہ نفسا اذا جاء اجل واللہ خبیر بما تعملون O

ترجمہ: اے ایمان والو تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو کوئی ایسا کرے گا سو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں اور اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے اس سے پہلے کہ کسی کو تم میں سے موت آ جائے تو کہے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت کے لیے ڈھیل کیوں نہ دی کہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں ہو جاتا اور اللہ کسی نفس کو ہرگز مہلت نہیں دے گا جب اس کی اجل آ جائے گی اور اللہ اس

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, August 2 1, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم

بسم الله الرحمٰن الرحیم

یاَیھا الذین اٰمنوا لا تلھکم اموالکم و لا اولادکم عن ذکرالله و من یفعل ذالک فاولٰک ھم الخسرون O وانفقوا من ما رزقنٰکم من قبل ان یاتی احد کم الموت فیقول ربّ لولآ اخرتنیٓ الیٰ اجلٍ قریبٍ فاصدق واکن من الصٰلحینO ولن یوخر الله نفسا اذا جاء اجل والله خبیر بما تعملون O

ترجمہ: اے ایمان والو تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو کوئی ایسا کرے گا سو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں اور اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے اس سے پہلے کہ کسی کو تم میں سے موت آ جائے تو کہے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت کے لیے ڈھیل کیوں نہ دی کہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں ہو جاتا اور اللہ کسی نفس کو ہرگز مہلت نہیں دے گا جب اس کی اجل آ جائے گی اور اللہ اس

سے خبر دار ہے جو تم کرتے ہو۔

سورۃ المنٰفقون (آیات۸ سے ۱۱)

جناب چیئرمین، جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔

Mr. Bilour has a Privilege Motion.

بلور صاحب نہیں ہے۔ آغا صاحب، اس میں I think, in this, the Minister should response and he should also mention that he has no objection on it to refer it to the Committee.

سینیٹر کامل علی آغا (وزیرمملکت برائے پارلیمانی امور): جناب والا! آپ اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں۔

جناب چیئرمین، لیاقت صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب والا! میرا بھی ایک Privilege Motion ہے۔

جناب چیئرمین، آج تو نہیں آ سکے گا۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب والا! میں نے داخل کیا تھا اور اگر یہ آپ تک نہیں پہنچا تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، بہرحال جو میرے پاس ہے، میں پہلے اسے دیکھ لیتا ہوں اور پھر آپ کے موشن کو بھی دیکھ لیں گے۔ چلیں! بلور صاحب جب آ جائیں گے تو پھر اسے take up کر لیں گے۔

PRIVILEGE MOTION

Removal of the name of a member from ECL.

Senator Shahid Hassan Bugti: Mr. Chairman, then I move my Privilege Motion. Sir, I move that my privilege has been breached due to the following.

On 30th December, 2006, I moved an application to the Deputy Chairman of the Senate for onward submission to the Interior Ministry for removal of my name from ECL, on the grounds that I wanted to proceed for performing of Hajj. This application was sent to the concerned authority through Senate Secretariat but depiste lapse of eight months, I or Senate Secretariat have not received any response from the concerned ministry. This attitude of the Interior Ministry clealy shows that they have no respect for the member of the Senate or Office of the Deputy Chairman. Not responding to an official correspondence tantamounts to breach of privilege of the mover as well as of the entire House. It is therefore, requested that this motion may be admitted and referred to the concerned committee.

سینیٹر کامل علی آغا، ابھی تھوڑی دیر تک Ministry of Interior والے آ جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین، ابھی Ministry of Interior والے آ جاتے ہیں۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، جناب والا! آپ اسے refer کر دیں۔ بات تو وہی ہے۔

جناب چیئرمین، پہلے concerned لوگ تو آ جائیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، ہم ایسا کر نہیں سکتے۔ پہلے متعلقہ وزارت کے لوگ آ جائیں۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، جناب چیئرمین! آپ اس وقت ملک سے باہر تھے۔ اسی لیے میں نے Deputy Chairman کو move کیا تھا' He was acting on your behalf.

جناب والا! اس میں صرف میری ذات کا تعلق نہیں ہے بلکہ آپ کے آفس کا تعلق ہے۔

جناب چیئرمین، میں نے یہ تو نہیں کہا کہ ہم نہیں لیتے بلکہ یہ کہا ہے کہ پہلے concerned party کو آ لینے دیں اور ان کو سننے کے بعد فیصلہ کریں گے۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب والا! ہم اسے oppose نہیں کر رہے ہیں

Mr. Chairman: We are negating it. We are waiting for the concerned ministry.

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، جناب والا! facts تو یہ ہیں جو میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں۔

جناب چیئرمین، ہاں، ٹھیک ہے، اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ یہ میرے پاس letter ہے۔ یہ evidence ہے کہ یہ میں نے خط لکھا تھا اور یہ جناب ڈپٹی چیئرمین نے جناب سیکرٹری، سینیٹ کو mark کیا اور پھر سیکرٹری سینیٹ نے جو بھی procedure ہے، اس کے تحت وزارت داخلہ کو لکھا۔ جناب والا! یہ evidence ہے۔اس لیے kindly اسے refer کر دیا جائے تو پھر بعد میں اسے دیکھ لیا جائے گا۔

جناب چیئرمین، شاہد صاحب procedure یہ ہے کہ جو concerned ministry ہے، ان کو سننے کے بعد فیصلہ کیا جاتا ہے۔ .We are sitting in the House جب وہ آ جاتے ہیں، تو ہم اس کا فیصلہ کر لیں گے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گیارہ بج چکے ہیں اور دس بجے scheduled time تھا۔ اگر Privilege Motion کو attend کرنے کے لیے بھی یہاں لوگ موجود نہیں ہیں تو کیا بارہ بجے تک انتظار کیا جائے گا۔ یہ Privilege Motion ہے۔

جناب چیئرمین، میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اگر آجاتے ہیں تو بات کرتے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب والا! اس کے بارے میں متعلقہ وزارت ہی آ کر بتا سکتی ہے کہ انہیں اس بارے میں نوٹس گیا ہے یا نہیں۔ اس وقت کیا صورت حال ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس وقت تک ان کا ECL سے نام ہی خارج کر دیا گیا ہو اور یہ privilege ہی نہ بنے۔ اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ پہلے وہ آلیں اور پھر وہ بیان کریں گے کہ اصل حقائق کیا ہیں۔

انہیں نوٹس ملا ہے یا نہیں ملا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اس وقت تک وہ نہیں آئے۔ یہ ایک Privilege Motion ہے جو جناب لیاقت جتوئی صاحب کی وزارت سے متعلق ہے۔ انہوں نے کل اس بارے میں مجھے brief کروا دیا تھا۔ میں کل بھی اسے take up کرنے کا منتظر رہا، آج بھی حاضر ہوں تاہم اس موشن کے بارے میں ہمیں پتا نہیں ہے کہ کیا صورت حال ہے۔ اس لیے اس بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ ابھی متعلقہ سیکرٹری صاحب کو بلا لیتے ہیں۔ جو وہ بتائیں گے وہ یہاں بیان کر دیں گے۔

جناب چیئرمین، میری بھی کل بات ہوئی تھی۔ وزیر صاحب تو نہیں تھے لیکن Minister for State نے آنا تھا۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! میں ایک اور بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اس ہاؤس نے ایک unanimous resolution پاس کیا ہوا ہے اور unanimous resolution یہ ہے کہ Members of the Parliament کی طرف سے کوئی بھی representation جائے گی تو اس کا جواب in writing ضرور آئے گا۔ یہ ہمارا resolution ہے، سینیٹ کا resolution ہے لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔ عام آدمی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں ہے، اسے وزارتوں کی طرف سے کوئی response نہیں ملتا ہے لیکن پارلیمنٹ کے ممبران کو جواب ملنا چاہیے۔ یہ سینیٹ کا resolution ہے اور سینیٹ کے resolution کی violation بذات خود breach of privilege of the House ہے۔ اس لیے اس بات کو بھی مد نظر رکھا جائے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف)، جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے اور

it is concerned with the Member of the House and it is concerned with the liberty of the Member. If the Ministry has replied that they have removed the name of the Member from the ECL....

Mr. Chairman: We do not know that.

Senator Mian Raza Rabbani: So, we do not know and that is what I am saying but today is probably last day, the House is being prorogued. So, let this matter be referred to the Privilege Committee. Let the Committee take it up and if the Minister comes and says that we have withdrawn the name, then the Privilege Motion will be taken care of, then and there.

Mr. Chairman: We are not aware of that. I think, we continue with the proceedings and if they come before the adjournment, then we will take it up. Otherwise, I will take to them.

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! میں یہ بات کہنا نہیں چاہ رہا تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کا جواب متعلقہ منسٹری ہی دے گی۔ اب دیکھیں کہ دو دن سے بلور صاحب غیر حاضر ہیں اور انہوں نے اپنی Privilege Motion take up نہیں کروائی لیکن اس پر کوئی معترض نہیں ہے۔ محترم بھنڈر صاحب کو اس پر بھی معترض ہونا چاہئیے کہ جو ممبر motion دے اور move کرکے خود غیرحاضر ہو جائے تو کیا اس سے اس ہاؤس کے privilege کو نقصان نہیں پہنچتا۔ جناب والا! اس سے بھی نقصان پہنچتا ہے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جو motion دے کر نہیں آتاہے' اس کی یہ motion lapse کر جاتی ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس میں انتظار کر رہے ہیں تو وزارت داخلہ کا بھی انتظار کرنا چاہیے۔ ہم یہ تو نہیں کہہ رہے ہیں کہ اس کو take up نہ کیا جائے۔

Mr. Chairman: We are not saying that we will not take it up. If they can not come before the adjournment of the House.

اگر آ جاتے ہیں تو ٹھیک ہے otherwise, we will decide on that. So, we are not trying to neglect or ignore it.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, as long as you decide before the prorogation....

Mr. Chairman: That is his right.

(Interruption)

سینیٹر کامل علی آغا، میں بھی یہ کہہ رہا ہوں کہ اسے take up کیا جائے کیونکہ ہمارے لئے شاہد صاحب محترم ہیں۔

جناب چیئرمین، اگر اجلاس کے دوران نہ آئے تو پھر ہم خود فیصلہ دیں گے۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب والا! ہر بات پر ضد تو کام نہیں کرتی بلکہ حقائق کام کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ communication gap ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی، جناب والا! میرا بھی Privilege Motion ہے' اسے لیا جائے۔

جناب چیئرمین، میرے پاس نہیں ہے۔ بہرحال آپ بتا دیں کہ یہ کیسے رہ گیا ہے۔

Senator Liaqat Ali Bangulzai: Sir, I and Kamran Murtza, hereby submit that being the Members of the Senate, we are supposed to be asked for the submission of Development Schemes of our constituencies but unfortunately, we have been ignored for the last two years. This act of the Government, concerned Ministry and the Secretary have breached our privilege. We request that kindly admit this motion and a meeting should be commenced in this regard.

جناب والا! اگر یہ بھی متعلقہ کمیٹی کو بھیج دیں۔

جناب چیئرمین، یہ ابھی procedure کے تحت نہیں ہے اور اس وقت متعلقہ وزیر بھی موجود نہیں ہیں، out of the country ہیں، تہمیم صاحب کی ہم نے کل ہی چھٹی approve کی تھی۔

اس میں writing میں کیا ہے، پالیسی کیا ہے۔ اس لیے جب تک منسٹر کو نہ سنیں، اس پر فیصلہ نہیں کر سکتے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب والا! اس پر diary number ہے اور اسے procedure کے تحت جمع کروایا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ اسے بھی دیکھ لیں گے۔ آغا صاحب۔ Ordinances آپ lay کریں گے۔

LAYING OF THE ORDINANCES

Senator Kamil Ali Agha: I beg to lay before this august House the following Ordinances as required by Clause (2) (a)sub-Clause (ii) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan:-

i) The Earthquake Reconstruction and Rehabilitation Authority Ordinance 2007 (Ordinance No. XXXV of 2007).

ii) The Code of Criminal Procedure (Second Amendment) Ordinance,2007 (Ordinance NO.XXXVI of 2007).

Mr. Chairman: The Ordinances stand tabled. I will take up the leave applications.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب! ایک گزارش ہے، اختصار سے عرض کروں گا کہ اس Session میں جو شاید آج prorogue ہونے والا ہے، یہاں پر 20 سے زیادہ ordinances lay down ہوئے ہیں۔ میں اگر یہ کہوں کہ یہ بلاوجہ نہیں ہو گا کہ President وہاں سے ordinances House how it has been turned into ordinance factory,

ہی جاری ہو رہے ہیں، legislation کی یہ صورت حال ہے، کوئی ایک قانون pass نہیں ہوا۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ گزشتہ دو sessions کی طرف مبذول کرانا چاہوں گا کہ گزشتہ session میں بھی آخری دن ordinance یا یہاں پر وہ bill for legislation کے لیے پیش ہوا اور اس وقت Opposition نے درخواست کی کہ ہم اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں، amendments دینا چاہتے ہیں، ہمیں موقع ملنا چاہیئے لیکن یہ موقع نہیں دیا گیا اور بڑی تلخ صورت حال میں وہ اجلاس ختم ہوا۔ اس سے گزشتہ اجلاس کے دوران ہمارے People's Party کے دوست کراچی کے واقعات کی بنیاد پر boy cott پر تھے اور ہم نے یہ درخواست کی کہ جو قوانین پیش ہو رہے ہیں جس میں ایک Law Reforms Ordinance تھا، Law Reforms Bill تھا اور دوسرا Federal Public Service Commission تھا جس کے لیے اس وقت committees بنائی گئیں، وہ بھی انتہائی عجلت میں یہاں پیش کرنے کی کوشش کی گئی۔ Treasury Bench کے ہمارے دوستوں کو بلانے کی بھرپور کوشش ہوتی رہی، میں جناب مشاہد حسین صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بیچ میں یہ بات کہی کہ ان کی بات درست ہے اور وہ بات مانی گئی۔ حکومت کی قانون سازی کے حوالے سے یہ صورت حال ہے، میں درخواست کروں گا کہ اس ایوان کی کوئی قدر و منزلت نہیں رہتی، نہ صرف اس ایوان کی بلکہ Parliament کے دوسرے ایوان کی بھی اور اتنے ordinances جاری ہو رہے ہیں اور انتہائی اہم ordinances ہیں، ان ordinances کو bill کی صورت میں ایوان میں پیش کیا جائے تاکہ اس پر بحث بھی ہو اور اس پر مناسب قانون سازی کی جائے۔

جناب چیئرمین، ان کو ultimately House میں آنا پڑے گا۔ I will take up the leave applications.

سینیٹر کامران مرتضٰی، جناب! اس دفعہ یہ ہوا ہے کہ ordinances National Assembly کا اجلاس بلانے کے بعد بھی promulgate ہوئے ہیں، اجلاس summon ہو گیا تھا، ابھی تک شروع نہیں ہوا تھا in between جو وقفہ تھا، اس دوران بھی ordinances جاری کئے گئے ہیں تو یہ بہت افسوسناک بات ہے۔

جناب چیئرمین، کچھ عرصہ پہلے جو procedure شروع ہوتا ہے، میرا خیال ہے کہ اس میں یہ flow میں رہ جاتا ہے۔ بہرحال آپ کے جو points ہیں، وہ سن لیے ہیں، they have been heard. میں یہ leave applications کر لوں تو پھر points of order لیتے ہیں، اگر House کرتا ہے تو we will take this, دو، تین اور بھی requests ہیں۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین، جناب محمد اسحاق ڈار نے ملک سے باہر ہونے کی بناء پر مورخہ 13 اگست تا اختتام حالیہ اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت مظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب ایس۔ ایم ظفر ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 15, 16 اور 17 اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس کے لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 16 تا 20 اگست اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب محمد سرور خان کاکڑ نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 17 تا 21 اگست کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، بلور صاحب آ گئے ہیں، بلور صاحب! you want to take up your privilege motion? ٹھیک ہے، آپ نے address کیا ہے، Chairman Standing

Committee of Privileges کیا ہے ' as not to the Chairman Senate تو اس کو ہم دیکھ لیتے ہیں' may be ان کے پاس ہو already تو اس کو دیکھ لیتے ہیں' اس میں کیا ہو سکتا ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، اچھا تو میں نے Chairman Senate کے لیے کیا ہے۔

جناب چیئر مین، نہیں' نہیں بنگزئی صاحب کا' آپ کا نہیں۔ آپ سے بعد میں ہو گا۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب! اس کو process میں لے آئیں۔

جناب چیئرمین، بہرحال اس کو دیکھ لیتے ہیں' اس لیے نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے' وہاں mark ہو گیا ہو' اس کو دیکھ لیں کہ کیا ہو سکتا ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، ٹھیک ہے۔

Mr. Chairman: There are couple of requests of points of order, let me take those.

اس میں ایک میرے پاس آصف جتوئی صاحب کا تھا' جتوئی صاحب! ...you want to آپ کام کا بھیج دیا ہے' you still want to raise it here یا we have already routed that.

Senator Asif Jatoi: Sir, I would like to say that two weeks ago during the session the Textile Association had requested some help from the Government, they still have got no response yet. They wrote me another letter. They were just asking if the government cannot help may be if the honourable President could give some time to explain the situation, that will be much appreciated. Thank you.

جناب چیئرمین، بی بی یاسمین صاحبہ۔ مختصر رکھیں۔

POINT OF ORDER

HAJJ QUOTA.

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، میرا point of order یہ ہے جناب کہ کل

Religious Affairs کے محترم وزیر جناب اعجازالحق صاحب نے حج کوٹہ کے حوالے سے ایک statement دی تھی۔ سپریم کورٹ نے جو ایک کمیٹی بنائی ہے وہ تین اراکین پر مشتمل ہے۔ کل اعجازالحق صاحب نے جو statement دی تھی میں اس سے پوری طرح اتفاق نہیں کرتی۔ اس میں کچھ changes ہیں۔ کل میں نے آپ سے وقت مانگا تھا لیکن شاید آپ کی نظر مجھ پر نہیں پڑی اور میں آپ سے floor لینے میں ناکام رہی۔ آپ کی بڑی مہربانی ہے کہ آپ نے آج مجھے موقع دیا۔ میں اس ایوان میں یہ بات explain کرنا چاہ رہی ہوں اور سب اراکین کے سامنے یہ بات کر رہی ہوں کہ کل جو statement اعجاز الحق صاحب نے دی تھی وہ پوری طرح سے صحیح نہیں تھی۔ میں سمجھتی ہوں کہ جب تک سپریم کورٹ کا فیصلہ نہیں آتا ہمیں اس مسئلے پر بحث نہیں کرنی چاہیے۔

جناب چیئرمین ، کل انہوں نے کوئی discussion تو نہیں کی صرف background بتایا تھا کہ کیا ہے۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، نہیں جناب! کل کوٹے کے حوالے جو بات کہی تھی۔ پوری کمپنیوں کے اعدادو شمار بتائے تھے 320,175,14 ایف آئی اے کے کیسز تھے، میں ان پر ابھی discuss نہیں کرنا چاہتی ہوں کیوں کہ میں سمجھتی ہوں کہ سپریم کورٹ کے مطابق جب یہ فیصلہ آ جائے گا تو ہمارے سارے ممبران کو اور پاکستان کے سارے عوام کے سامنے یہ سب چیز آ جائے گی۔ اس چیز سے میں اتفاق نہیں کرتی ۔میرے خیال میں وزیر صاحب نے ہماری سفارشات پر پورے طریقے سے نظر نہیں ڈالی ہے کیوں کہ جناب! میں اس کمیٹی کی رکن ہوں اس وجہ سے یہ میں اپنا فرض سمجھتی ہوں کہ میں اس بات کو clear کردوں کہ اس statement میں کوئی سچائی نہیں تھی۔ اس میں کچھ چیزوں پر ہم نے ان سے اتفاق نہیں کیا تھا، وہ بعد میں ہم پھر clear کردیں گے۔

جناب چیئرمین، چلیں جب وہ final ہو کرآتا ہے تو دیکھ لیں گے لیکن کل اس پر میں نے discussion اس لیے allow نہیں کی تھی کیوں کہ وہ point of order تھا اگر independently move کریں تو اس پر جو چاہیں کرسکتے ہیں۔میرے پاس دو اور points of

order ہیں because بہت زیادہ ہاتھ اٹھ رہے ہیں if the House decides to move it, that is a separate thing otherwise ایک حمید اللہ جان صاحب کا ہے اور ایک بنگزئی صاحب کا ہے۔ جی حمید اللہ جان صاحب۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، شکریہ۔ جناب چیئرمین! کل بھی یہاں حج کوٹہ کی allocation کا مسئلہ اٹھا تھا اور آج بھی اس پر بات ہوئی ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ سپریم کورٹ کے کہنے سے جو کمیٹی حکومت نے تشکیل دی ہے اس میں فاٹا کی کوئی representation نہیں ہے۔ اب فاٹا کے جو لوگ ہیں ان کے حج سے متعلق problems ہیں، وہ solve نہیں ہو رہے ہیں۔ اس دن بھی you were enough kind آپ لوگوں نے ممبران کو بلا کر بتایا لیکن مولانا گل نصیب صاحب شاید اس دن نہیں آئے اور وہ مسئلہ ادھر کا ادھر ہی رہ گیا ہے۔ ممبران تو حکومت نے خود select کیے ہیں اس میں اگر مولانا گل نصیب صاحب کو حکومت bound کردے کہ یہاں پر آٹھ سینیٹرز فاٹا سے تعلق رکھنے والے اس ایوان میں ہیں۔ جب فاٹا کی چیزوں کا ان کو نہیں پتا تو ان کو چاہیے کہ ان آٹھ سینیٹروں کے ساتھ بیٹھ کر ان سے وہ مسئلہ حل کریں۔ ہم پچھلے ایک ہفتے سے ان کو contact کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وقتاً فوقتاً messages بھی چھوڑے ہیں، مولانا صالح شاہ صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے لیکن ان سے رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ لہذا حکومت سے یہ گزارش ہے کہ فاٹا سے متعلق جتنا quota allocation ہے مولانا صاحب کو bound کیا جائے کہ فاٹا سے جو آٹھ سینیٹر تعلق رکھتے ہیں ان کے ساتھ بیٹھ کر وہ اس مسئلے کو حل کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، اس معاملے میں مولانا صاحب سے بات کرلیں گے۔ بی بی یاسمین شاہ آپ اس کا جواب دینا چاہتی ہیں۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، جناب! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ judgement کی کاپی میں نے آپ کی نظرثانی کے لیے آپ کو بھیجی ہے، وہ سیکرٹری صاحب کے پاس ہے، اگر آپ اس پر ایک نظر ڈالیں تو اس میں کہیں بھی فاٹا کا ذکر سپریم کورٹ نے نہیں کیا۔ سپریم کورٹ نے یہ کہا ہے کہ آپ نے دو ممبر حکومت سے لینے ہیں ایک ممبر اپوزیشن سے لینا ہے۔

جناب چیئرمین، یہ سب کو پتا ہے۔یہ کہہ رہے ہیں کہ جو مسئلے ہیں ان کے حل کے لیے یہ کریں۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، ایک سیکنڈ جناب! میں صرف یہ بتانا چاہتی ہوں کہ فاٹا کا مسئلہ بے شک اپنی جگہ پر ہے ۔صرف ہمارے ہاں آٹھ ممبر نہیں ہیں ،نیشنل اسمبلی سے بھی ہیں۔

جناب چیئرمین، نہیں ' ان کا point ہے کہ coordination ہو ۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، آپ اس میں دیکھ لیں پنجاب ' سندھ اور بلوچستان کا ذکر اس میں نہیں ہے ۔ اس لئے آگے کوئی ضروری نہیں ہے کہ باقی provinces سے لئے جائیں۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ ،جناب ! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ بارہ ہمارے نیشنل اسمبلی میں بھی ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں۔---

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی ،جناب ! یہ irrelevant بات ہے ۔ میں نے committee پر کوئی بحث نہیں کی۔ ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ ان تمام ممبرز کو bound کیا جائے کہ فاٹا کے سینیٹرز کے ساتھ کوئی consultation کی جائے ۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے ہونی چاہیے۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ،جناب ! میں یہی بتانا چاہ رہی ہوں کہ ہمارے باقی ممبرز جو قومی اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں' وہ بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ ہمارا یہ فاٹا کا مسئلہ حل کیا جائے۔ شاید آفریدی صاحب' میری بات سمجھ نہیں پا رہے ۔ میں یہی کہہ رہی ہوں آپ کے توسط سے آپ چیز کو حل کر دیں کہ جس طرح سے بھی ہو اس کا حل ہو ۔

جناب چیئرمین، باقی سب سے درخواست کریں گے کہ ان سے تعاون کریں اور رابطہ کریں ۔جی اسرار اللہ زہری صاحب۔

Senator Asif Jatoi: Mr. Chairman! I have all this the same topics related to sir, immediately so that we can resolve the problem.

Mr. Chairman: The matter is falling in the court so let us see the court decision------

کہ court کا decision کیا ہوتا ہے اس کے بعد ہی پھر discussion کریں گے۔ جی -----

(مداخلت)

سینیٹر گلشن سعید، آپ ناموں اور لسٹوں کی restriction نہ لگائیں۔ کل بھی میں بات کرنا چاہ رہی تھی آپ نے بات نہیں کرنے دی۔---

(مداخلت)

جناب چیئرمین، House آپ نے چلانا ہے یا presiding officer نے چلانا ہے۔ ابھی آپ کے پاس floor نہیں ہے۔ جی اسرار اللہ زہری صاحب آپ بتائیے۔

سینیٹر میر اسرار اللہ زہری، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ صوبائی خود مختاری کے بل کی جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ آپ کو بھی اور ہم سب کو یاد ہے کہ صدر مشرف صاحب اور چوہدری شجاعت صاحب بھی اس کا اعلان کر چکے ہیں۔ وسیم سجاد صاحب بھی اس پر کام کر چکے ہیں اور وہاں متعلقہ وزیر بھی اس پر کافی کام کر چکے ہیں۔ جناب! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کو ایوان میں کیوں نہیں لایا جا رہا ہے؟ اگر اس کو لایا جائے اور اس پر بحث کی جائے تو یہ جو چیزیں آرہی ہیں اس سے پہلے کر لیا جائے تو اس کے اچھے اثرات پڑیں گے۔ آج جبکہ یہ اجلاس ختم ہو رہا ہے تو کل پرسوں پھر اجلاس بلاکر اس پر بات اور بحث کی جائے۔ میرا یہ نکتہ ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، رضا ربانی صاحب۔

POINT OF ORDER

Illegal Transplantation of Human Organs.

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! آغا صاحب بیٹھے ہوئے ہیں Sir, I will just take 2 minutes ان سے درخواست ہے کہ تھوڑا سا اس مسئلے کو دیکھ لیں۔ sir, I believe پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے یہ کوئی order ہے کہ جو illegal construction

وغیرہ جو ہے that should not take place لیکن اس کے برعکس I believe مری کے علاقہ میں illegal construction ہے وہ under the patronage of the Nazim جو ہے that is taking place, so I would request him to finally look at that

جناب! دوسرا مسئلہ میں سمجھتا ہوں' نہایت اہم ہے اور اس کا تعلق بھی ordinances سے ہے۔ جناب! ابھی جیسے دو فاضل سینیٹرز نے point out کیا کہ ایوان صدر ordinance factory کے اندر تبدیل ہو چکا ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ سپریم کورٹ نے ایک direction دی تھی۔ وہ direction ابھی بھی ہے کہ organ transplant کے اوپر فوری طور پر قانون سازی کی جائے۔ اب پندرہ یا سولہ دن قومی اسمبلی اجلاس میں رہی۔ لیکن اس پر قانون سازی نہیں کی گئی اور آخری دن اس process کو circumvent کرنے کے لئے، جس کو کہتے ہیں بلی کے منہ پر "پولا" مارنے کے لئے' انہوں نے وہی bill آخری دن قومی اسمبلی میں داخل کردیا۔ اب آیا قومی اسمبلی جس کی مدت پوری ہو رہی ہے اگلا اجلاس ہوگا' نہیں ہوگا' کیا ہوگا' وہ ایک لمبا سوال ہے۔ لیکن چونکہ ایک بہت بڑا مافیا اس بل کی مخالفت بہت شروع سے' کئی سال سے کرتا آیا ہے۔ لہذا اس مافیا کو protection دینے کے لئے وزیراعظم نے یہ last minute پر بل قومی اسمبلی میں متعارف کرا دیا تاکہ اس کے اوپر آرڈیننس کے ذریعے سے یا سینیٹ کے اندر جو اس وقت سیشن میں تھی legislation نہ ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا جرم ہے کہ ایک ایسا مافیا Pakistan is being called the *Bazar* of kidney sir. یہ ایک بہت بڑا جرم ہے جس کو protection Prime Minister House سے مل رہی ہے۔

جناب چیئرمین، جی کامل علی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! میرے خیال میں حقائق کو ذرا توڑ موڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ میں اس پر تھوڑا عرض کرنا چاہوں گا۔ جہاں تک illegal construction کا تعلق ہے۔ میاں صاحب ہمارے لئے بڑے قابل احترام ہیں۔ یہ point out کریں کہ کونسی کونسی illegal construction ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ اس پر نوٹس لیا جائے گا۔ میں ان کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ یہ مجھے point out کریں۔ میں آج ہی Chief Minister کے نوٹس میں

لاؤں گا اور انشاء اللہ اس کے اوپر action ہو گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ transplantation اور organs کے جو دیگر معاملات ہیں۔ اس میں اصل یہ ہیں کہ bill cabinet کے اندر پیش ہوا اور بڑی اہمیت کا حامل bill ہے۔ اس لئے پچھلی cabinet میں اس پر کم از کم اڑھائی تین گھنٹے بحث ہوئی۔ Cabinet نے کچھ چیزوں کو من و عن approve کر دیا اور کچھ sections جو تھے اس کے اوپر reservation دی اور اس میں پھر cabinet نے ایک کمیٹی تشکیل دی اور اس کمیٹی نے اس کو بہتر bill بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی کہ اس اسمبلی کے اجلاس کے اندر وہ bill پیش ہو جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت اور وزیر اعظم پاکستان کا credit ہے جس کو یہ discredit بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ یہ قطعی طور پر ایسا نہیں ہیں۔ میرے knowledge میں ہے یہ بات اور دیکھیں ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ آرڈیننسز پیش ہوتے ہیں۔ آرڈیننسز پیش اس لئے ہوتے ہیں کہ یہ اگر ضروری چیز ہو گی اور یہ عوام کے مفاد میں جاتی ہو گی اس کے لئے قانون سازی نہیں ہو پا رہی۔ اجلاس نہیں ہے یا کچھ اور ہے۔ تو ظاہر ہے اس کے اندر آرڈیننس پیش ہوتا ہے اور اس کے بعد وہ bill کی صورت میں آ جاتا ہے۔ اور یہ آئینی provision ہے۔ یہ آرٹیکل ۸۹ ہے اسی لئے کہ یہ آرڈیننسز جو ہیں وہ اس اجلاس کے اندر اور اسمبلی کے اندر lay کئے جائیں اور اس کے بعد پھر قانون سازی ہو سکے۔ یہ اسمبلی کے اندر جو bill پیش ہوا وہ غالباً میں درست طور پر نہیں کہہ سکتا۔ وہ متعلقہ کمیٹی کو بھیجا گیا ہے اور انشاء اللہ آئندہ اجلاس میں اس کے اوپر قانون سازی ہو گی۔ ظاہر ہے کہ جو bill پیش کیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! اس کا ایک procedure ہے اور اس procedure کے تحت ہی قانون سازی ہو سکتی ہے۔ اس House کے اندر جناب! ایجنڈے کے اوپر کئی bill ' یہ credit کی بات کرتے ہیں۔ ہم نے گزشتہ تین اجلاسوں سے جتنے private members کے bills ہیں اس اسمبلی کے اندر ان کو بھی کمیٹیوں میں بھیجا ہے۔ یہ طریقہ کار کبھی بھی اس House کے اندر موجود نہیں رہا۔ جو ہم adopt کر رہے ہیں۔ آج بھی تمام میڈیا نے اس بات کو کوریج دی ہے کہ حکومت کی طرف oppose نہیں کیا گیا۔ Even میں سمجھتا ہوں کہ Constitutional amendments کو بھی کمیٹیوں میں refer کیا گیا ہے۔ یہ سارا credit ہے اس کو discredit نہ کہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جو طریقہ کار ہے اس کو

adopt کرنا قانون سازی کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، بنگزئی صاحب! آپ بات کریں۔ You have the Floor.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئرمین! Point of order.

Mr. Chairman: Prof. Ibrahim Sahib sit down, Mr. Bangulzai has the floor.

آپ لوگ خود procedure کو violate کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی ابھی discussion نہیں ہو رہی ہے۔ ایک بات ہوئی ہے اور اس کا جواب دے دیا گیا ہے اور اس سے آگے نہیں جا رہے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، آپ House کے custodian ہیں اور اس ایوان کے استحقاق کو محفوظ رکھنے کی بجائے کچھ اور کر رہے ہیں۔ یہ abuse of Constitution اور violation of rules ہے اور اس ایوان کے اختیارات کو پامال کیا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! بڑی دردمندی سے آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ حکومت کو allow کر دیں اور opposition کو ignore کر دیں۔

جناب چیئرمین، ہر چیز کا ایک procedure ہے۔ آپ کو بھی اتنا ہی حق ہے لیکن آپ discussion کے لیے move کریں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب چیئرمین صاحب بول رہے ہوں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم بیٹھ کر سنیں۔

جناب چیئرمین، جی جناب بنگزئی صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، شکریہ جناب چیئرمین صاحب' Unani Ayurvedic Homoeopathic Practitioners Act کی دفعہ کے تحت ہماری وفاقی قومی طبی کونسل کے ارکان کی نامزدگیوں کا notification جاری ہوا ہے۔ میں جناب چیئرمین! آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف لانا چاہتا ہوں کہ اس میں تمام صوبوں کی طرف سے ایک ایک ممبر رکھا جاتا ہے لیکن انتہائی بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ ہمارے صوبہ بلوچستان کا جو ممبر رکھا گیا ہے یہ عرصہ 35 سال سے بار بار لایا جا رہا ہے جب کہ کونسل کی بنیادی نوعیت یہ ہے کہ جن جڑی بوٹیوں

سے مقامی ادویات تیار ہوتی ہیں ان کو ملک میں روشناس کرایا جائے اور ہمارے یہ ممبران صاحب جو عرصہ 35 سال سے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں مجھے ان کی حکمت وغیرہ سے کوئی انکارنہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ کونسل کو ہر تین یا پانچ سال کے بعد نیا ممبر متعارف کرانا چاہیے جو نوجوان ہو، جوجڑی بوٹیوں کی افادیت سے بہرہ ور ہو، وہ پہاڑوں وغیرہ میں گھومتا رہتا ہو اور ان کی تلاش میں گھومتا رہتا ہو لیکن ایک شہر میں بیٹھ کر فائدہ مند نہیں ہو سکتا۔ اس ضمن میں جناب چیئرمین! میں نے اپنی طرف سے اور Chief Minister صاحب کی طرف سے ایک درخواست دی تھی کہ یہ ہمارے ایک نوجوان حکیم ہیں ان کو، 35 سال سے بیٹھے ہوئے شخص کی monopoly ختم کر کے اس کی جگہ تعینات کریں تاکہ نوجوان نسل بھی آگے آئے۔ وزارت والوں نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی اور like اور dislike کی بنیاد پر دوبارہ اسی شخص کو وہاں رکھا ہے جس کی فوٹو کاپی میں آپ کو record کے لیے بھیج رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، میں آپ کو point of order کے متعلق تھوڑا سا عرض کر دوں اور خاص طور پر گلشن سعید صاحبہ کے لیے کہ پہلے بھی یہ بات ہوئی تھی کہ point of order کو end پر لیا جائے گا۔ اگر یہ پہلے لینا ہے تو پھر اس کے متعلق decide کرلیں لیکن ایک چیز کسی کے advantage میں ہوتی ہے تو باقیوں کے disadvantage میں ہوتی ہے اور آپ اتنی زحمت کریں کے پہلے آ کر مجھے بتا دیں کہ کتنے point of orders ہیں تاکہ اس کے حساب سے planning کی جائے۔ لہذا ایک طریقہ کار ہے جس کو ہم follow کر رہے ہیں اور اس کو follow کیا جائے تو پھر انشاء اللہ کسی کو زحمت نہیں ہو گی۔ اگر آپ at the immediate moment پر کوئی چیز کہتے ہیں تو پھر آپ کہتے ہیں کہ restrictions نہ لگائیں تو ہر چیز پر restriction ہوتی ہے اور ہر ایک چیز کا ایک procedure ہوتا ہے تو اسی حساب سے ہمیں چلنا چاہیے کیوں کہ اگر ہم ایک کو accommodate کریں تو پھر دوسرے اعتراض کرتے ہیں کہ ہماری چیزیں رہتی جاتی ہیں، question hour میں بھی یہی ہوتا let us go by the rules اور جو میں نے عرض کیا ہے کہ مہربانی کر کے پہلے مجھے بتا دیا کریں جن کے point of orders ہوں وہ پہلے آ کر مجھے بتا دیا کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! اگر آپ اجازت دیں تو میں motion move کروں جس پر آج discussion ہونی ہے۔ جناب! بہتر یہی ہے کہ آپ discussion شروع کروائیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین! میرا بھی ایک point of order ہے۔

جناب چیئرمین، بلیدی صاحب بہت لوگوں کے نام ہیں۔ آپ پہلے آ جایا کریں ناں۔ اس میں یہ تھا کہ جو ابھی discussion شروع کریں گے۔ We will start today and then we will prorogue and it will continue till the next session.

جناب کامل علی آغا، یہ جناب ساری violation ڈاکٹروں اور پروفیسروں کی طرف سے ہوتی ہے، میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں۔ شکر ہے میرے ساتھ نہ ڈاکٹر لگا ہوا ہے، نہ پروفیسر لگا ہوا ہے۔ یہ پڑھے لکھے لوگ violation کرتے ہیں۔ یہ انتہا پسندی ہے، دہشت گردی ہے جو اس House کے اندر آتی ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب اسی لیے ہم نے کہا تھا کہ بغیر ڈگری کے اسمبلی بہت بہتر تھی۔

جناب چیئرمین، اچھا ابھی discussion start کریں، مندوخیل صاحب کریں گے؛ ٹھیک ہے مندوخیل صاحب آپ discussion start کریں فوراً جو آپ کا point ہے اس میں cover کرلیں اور شروع کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، ابھی discussion شروع ہے بلیدی صاحب۔ آپ پہلے آ جایا کریں، اتنی زحمت کیا کریں۔ جی اب discussion شروع کریں، سارے House کی یہ demand ہے۔ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ میں نے تو بیٹھ کے سننا ہی ہے بے شک Point of Order پر بولتے رہیں، ویسے بولتے رہیں۔ جی مندوخیل صاحب۔ We are starting discussion on foreign policy مہربانی کرکے تمام ممبران وقت کا خیال رکھیں۔

Discussion on the Foreign Policy of the Country.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم motion پر ہمیں اپنی معروضات پیش کرنے کا موقع دیا۔ Motion یہ ہے۔

"The House may discuss foreign policy of the country with particular reference to the statements of the USA Presidential candidate, USA Civil Nuclear Treaty with India, threat of military intervention and Pakistan's role against terrorism as a front line State and imposing of improper conditions through Legislation against Pakistan by the USA."

جناب والا! اس motion میں جو بھی مسائل اٹھائے گئے ہیں، اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ ایسے حساس اور اہم مسائل ہیں کہ ہونا یہ چاہیے تھا اس کو ہم in-camera یعنی House in-camera ہوتا تو اس میں زیادہ آسانی سے بہت سی باتیں آ سکتی تھیں لیکن پھر بھی جناب والا! اب چونکہ ہمارے ملک میں جو چیزیں پارلیمنٹ میں پیش ہوتی ہیں اب انہی باتوں پر ہمارے ملک کے عام حجرے میں، عام چوک میں بحث ہوتی ہے اور ان حقائق پر بحث ہوتی ہے۔ اس لیے جناب والا! بدقسمتی ہے یعنی یہاں جو کچھ کہا گیا ہے کہ American Presidential candidate نے یہ کہا ہے۔ انڈیا کے ساتھ nuclear treaty ہوتی ہے ہمارے ساتھ نہیں ہوتی۔ ہم terrorism کے خلاف front line state ہیں اس کے باوجود ہمارے خلاف condition عائد کی جاتی ہیں اور اسی طرح دیگر conditions ہیں۔

جناب والا! بات یہ ہے کہ ہمیں ذرا اپنے گریبان میں دیکھنا چاہیے۔ آج ہم پر مختلف الزامات ہیں اور States کے ہیں، مختلف ملکوں کے ہیں۔ ہم ایک responsible state ہیں۔ اس لیے دوسری responsible states اگر کوئی سوال اٹھاتی ہیں تو اس سوال کو بغیر کسی قسم کے جذبات کے حقائق کی بنیاد پر دیکھنا چاہیے اور اس سوال کا جواب دینا چاہیے۔

ہم پر الزام یہ ہے کہ ہمارے ملک میں انتہا پسندی پروان چڑھائی جا رہی ہے شعوراً، plan

کے تحت۔ ہمارے ملک میں دہشت گردوں کی تربیت گاہیں اور پناہ گاہیں ہیں۔ ہمارے ملک سے دہشت گرد دوسرے ملکوں میں export ہو رہے ہیں اور ہمارے ملک میں ایٹم بم کو بالکل ایسے تقسیم کیا جا رہا ہے کہ جیسے بازار میں آپ ریوڑیاں تقسیم کر رہے ہیں۔ ہم پر الزام ہے اور یہ serious الزام ہے اور اس کے یہ facts آپ کے سامنے ہیں۔ ایسے ہی آپ دہشت گردی کے حوالے سے' انتہا پسندی کے حوالے سے' یہ جو فاٹا جس کو کہتے ہیں اور پھر ہمارا باقی پختون خواہ علاقہ اس وقت آپ کے سامنے ہے کہ وہاں پر لڑائی ہے' ماہر لوگ ہیں جن کے پاس Belt ہوتے ہیں اور وہ عام چوکوں میں لوگوں کو قتل کرتے ہیں۔

یہاں اسلام آباد میں دو تین واقعات ہوئے ۔ آج اسلام آباد میں کوئی شخص امن سے نہیں ہے' محفوظ نہیں ہے۔ یہاں پارلیمنٹ کے سینیٹ میں ممبرز ہیں۔ بڑے سے بڑا شخص ہمارے ملک میں' اس situation میں پرامن طریقے سے روڈ پر نہیں نکل سکتا۔ کیونکہ اسے اغوا کیا جائے گا ' اسے قتل کیا جائے گا اور قتل کرنے والا بالکل محفوظ ہو گا۔ یہ حال تمام ملک کا ہے۔ یہ situation ہے اور اس کے باوجود یہاں ہمارے سیاسی لوگ باقاعدہ کہتے ہیں کہ جو ابھی واقعات ہو رہے ہیں' مثلا شمالی اور جنوبی وزیرستان میں یا باجوڑ میں' وہ ردعمل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان باتوں کو چھوڑو۔ ان کو موقع دو کہ وہ لڑیں۔ ان کو موقع دو کہ وہ افغانستان جائیں۔ کیونکہ جہاد ہو رہا ہے۔ یہ ہیں ان کی باتیں۔ یہ ہمارے سیاسی لوگوں کی باتیں ہیں' یہ ہماری پارلیمنٹ میں لوگ کہتے ہیں کہ آپ ایسا کریں۔ کیونکہ جہاد کا جذبہ ہے اور اس وقت جہاد شروع ہے۔ اب ہماری پارٹیاں' سیاسی لوگ' پارلیمنٹ کے ممبر اگر یہ کہیں تو اس کے معنی کیا ہیں ؟ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم خود دعوت دے رہے ہیں۔ ہم دعوت دے رہے ہیں کہ آؤ ' اردو میں جو محاورہ ہے کہ آ بیل مجھے مار۔ یعنی کیا آپ کا خیال ہے کہ جب ہماری طرف سے لوگ جائیں گے اور لوگوں کو قتل کریں گے اور اس قتل کے جواب میں ہمیں بقول شخصے وہ خون پیش کریں گے۔ یہ پوزیشن ہے۔ باقاعدہ یہ عمل جس طرح جاری ہے اس کے بارے میں سینیٹ کی Standing Committee on Foreign Affairs کے چیئرمین اپنی رپورٹ میں کہتے ہیں۔ یہ ہیں جناب اچھی انگریزی بولنے والے' ہمارے چیئرمین مشاہد حسین صاحب۔ یہ کہتے ہیں

Further stated that on issue of Afghanistan Pakistan has been in the eye

of the Scorn for the last 26-27 years since the Soviet occupation and and invasion of Afghanistan.

اب ذرا دیکھیں Pakistan won the last battle of the 20th century. پاکستان نے بیسویں صدی کی آخری جنگ جیت لی ۔ کیسے اور اس میں کیا ہوا ؟ which resulted in the demolition of Berlin Wall, the liberation of Eastern Europe, the break up of the Soviet Union یہ تو چھوڑیں ' لیکن and emergence of United States of America as the sole super power یعنی sole super power کی حیثیت سے امریکہ کے لیے ہم نے آخری 20th century battle کا جیت لیا ۔ جب ایک طرف یہ پوزیشن ہے ' یہ حالت ہے ۔ اب ہم یہاں باقاعدہ تیار ہوتے ہیں۔ ہم پر الزام ہے کہ international terrorists ہمارے پاس ہیں۔ یہ الزام ہے اور یہ جو سوال ہے' اس کے بارے میں اگر بحث کی جائے تو شاید حقائق ' حقیقت سے بہت زیادہ دور نہیں ہوں گے۔ اب کیا وہ لوگ جنہیں ہم نے sole super power بنایا ہے' ان کے لیے ہم نے battle لڑی ہے' کیا وہ ہمیں پھول بھیجیں گے ؛ کیا جو امریکن صدر کے بیانات ہیں یا دوسروں کے' کیا ہم اس سے اور قسم کی توقع کریں؛ یعنی ان سے یہ توقع کریں کہ ہمیں شاباش دیں۔ کیا آپ نے ہمارے تین ہزار مارنے والے کو' نئے تین ہزار کو مارنے کا پلان بنانے کے لیے رکھا ہے؟ یہ ہماری سیاست میں باقاعدہ openly ہو رہا ہے۔ اسی طرح جناب والا یہ وہ چیزیں ہیں۔ اب جب ہم اس motion میں پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد condition کا مسئلہ ہے۔ اب یہ سب چیزیں ملا کر اگر ہم دیکھیں اور پھر atomic مسئلہ' ہم ڈاکٹر قدیر کا بڑا احترام کرتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ واقعی ایٹم بم اور اس کے جو دوسرے لوازمات ہیں اور دوسری چیزیں ہیں' وہ ہم نے دنیا میں تقسیم کی ہیں یا نہیں' اور اگر ایسا ہے تو پھر کیا ہم نے خود atomic جنگ اپنے لیے مول نہیں لی؛ کیا ہم نے یورپ کو اور امریکہ کو اور دنیا کی طاقتور قوتوں کو اس پر اکسایا نہیں ہے؛ کیا ہم ان لوگوں کو اکسا نہیں رہے کہ آؤ ہمیں مارو۔ اس نے ہمیں دفاع دیا' واقعی اچھا کیا دفاع دیا۔ ہمارا حق ہے atomic قوت ہونے کا' دنیا کا حق ہے' ہمارا حق ہے۔ لیکن کیا ہمیں کوئی یہ حق دے گا کہ آپ اس کو ریوڑیوں کی طرح بانٹیں۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جناب والا! کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم کو واقعی فارن پالیسی میں ایسے

اندرونی مسائل کا احاطہ کرنا چاہیے، جس طرح terrorism ہے، جس طرح انتہا پسندی ہے اور یہ جو خارج میں ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے بڑی خدمت کی ہے، جب آپ نے خدمت کی تو یہ لوگ یہاں کیوں تھے ؟ یہ terrorists جو دنیا کے دوسرے لوگوں کو مار رہے ہیں ، وہ ہمارے ملک میں کیوں تھے ؟ اور ملکوں میں کیوں نہیں تھے؟ یہاں arguments ہوتے ہیں کہ ملائشیا والوں کو کوئی دھمکی نہیں دیتا، ملائشیا والوں نے ایسا کام نہیں کیا۔ ملائشیا میں ایسا نہیں ہے تو جناب والا! ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ یہ بہت سنجیدہ مسائل ہیں۔ اس کے بارے میں فارسی میں ہے ؛

اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

یہ ہمارا اپنا بویا ہوا ہے اس لیے یہ مسائل ہیں۔ لہذا ہم یہ درخواست کریں گے ، حکومت میں جو ذمہ دار لوگ ہیں اور مجموعی طور پر ملک کے لوگوں سے کہ ان مسائل کو اس طرح نہ لیں اور ہمیں ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے اندرونی طور پر بھی آپ اندازہ لگائیں جناب! threats ہیں، لوگوں کو بالکل openly threats دی جاتی ہیں کہ سکول بند کرو، دکان بند کرو۔ ہمارے پختونخواہ میں پشاور، سوات سے لے کر ڈیرہ اسماعیل خان تک کاروبار بالکل بند ہے۔ کوئی غریب آدمی بھی باہر نہیں نکل سکتا کیونکہ اس کو اغوا کیا جائے گا، اس کو مارا جائے گا۔ ابھی آپ دیکھ سکتے ہیں باجوڑ کا جو مرکز ہے اس کے خان کو قتل کیا گیا ہے، سوات میں لوگوں کی target killing کی گئی، وزیرستان میں target killing ہو رہی ہے ۔ ہر جگہ ایسے حالات ہیں۔ ان سب کے خلاف ہمیں باقاعدہ بحیثیت ملک کے ، اپنی پارٹیوں کے اختلاف سے بالاتر ہو کر کہ کس کی کون سی پارٹی ہے، ایسی بنیادی چیزوں پر ہمیں اتفاق کرنا ہوگا اور پھر اس ملک کے لیے اندرونی طور پر بھی آسانی ہوگی اور خارجہ تعلقات میں بھی دنیا کے ملکوں کے ساتھ ہمارے تعلقات اچھے ہوں گے۔ اور اگر ہم نے یہ چیزیں جاری رکھیں اور ہم نے اس کے ساتھ کہا کہ چونکہ ہم نے دہشت گردی کے خلاف اتنا کام کیا ہے لیکن پھر بھی ہمارے ہی گھر میں دہشت گرد بیٹھے ہوں تو پھر ہمیں کوئی نہیں چھوڑے گا۔ اس سے بڑی مشکلات پیدا ہوں گی۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں، آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور)۔ جناب چیئرمین! میں معذرت خواہ ہوں کہ میں کچھ late ہوگیا تھا۔ اصولاً تو مجھے یہ debate open کرنی چاہیے تھی لیکن پھر بھی آپ کی شفقت ہے۔ اس میں بنیادی طور پر خارجہ پالیسی کے حوالے سے پانچ نکات رکھے گئے ہیں جن کا تعلق پاکستان اور امریکہ کی پالیسی سے ہے کہ ہمارے کیا تعلقات ہیں۔ اس میں ایک آدھ نکتہ ایسا بھی ہے جس میں ہم نے یہ وضاحت کرنی ہے کہ آیا جو انتہا پسندی، عسکریت پسندی یا دہشت گردی کا حوالہ دیا گیا ہے یہ کیا ہم کسی اور ملک یا امریکہ کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں یا یہ ہمارا قومی مسئلہ ہے جو ہمیں ایک آزار کی طرح لاحق ہے اور اس کے خلاف ہم نبرد آزما ہیں اور اس طریقے سے ہمارے اپنے نوجوان بھی اور فوجی افراد بھی، para-military forces یا پولیس والے جو شہید ہو رہے ہیں، کیا ہم بلا وجہ انہیں شہید تو نہیں کرا رہے ہیں؟ کسی کے cause کو آگے بڑھا کر یا ان کی مدد کرکے اپنے ملک میں ایک ہیجانی کیفیت پیدا کر رہے ہیں۔ اس ایجنڈے میں پانچ نکات ڈالے گئے ہیں۔ میں بسم اللہ کروں گا امریکی صدر کے امیدوار سے چاہے وہ Republican ہوں، Democrat ہوں، Obama ہوں یا Tancredo. جو ان کے منفی اور یرقان زدہ خیالات بین الاقوامی سطح پر ابھر کر آئے ہیں، اس سے تو یہ عندیہ ملتا ہے کہ وہ امیدوار اپنی Election campaign کو زیادہ بڑھانے کے لیے خاص اقلیت کو خوش کرنے کے لیے اس قسم کے بیانات دے رہے ہیں جو ذہنی انحطاط کی بھی نشاندہی کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی ذی شعور جو ایک بڑی سپر پاور کا صدر بننے کی خواہش رکھتا ہو اور اس قسم کے خیالات کا اظہار کرے تو وہ دنیا کے ساتھ تعلقات بنانے کی بجائے بگاڑنے کی بات کرتا ہے۔ چاہے وہ Tom Tancredo ہو یا Obama ہو اس حوالے سے میں ہمیشہ ایک بات کرتا رہتا ہوں کہ جہاں انہوں نے یہ کہا کہ جب انہیں یعنی امریکہ کو نیوکلیائی خطرہ ہوا تو وہ مسلمانوں کے مقدس ترین مقامات پر قبضہ کرلیں گے اور اس حوالے سے انہوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے حوالے سے بات کی ہے۔ اس میں، میں تاریخی شواہد سے ایک بات کروں گا کہ یہ بات تو صدیوں سے لوگوں کے ذہنوں میں ہے کہ جو کفار ہیں وہ مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ ایک دفعہ ایک بادشاہ ابراہہ جس کا نام تھا، اس کا ذکر قرآن کریم میں ہے، وہ بھی ہاتھیوں کا لشکر لے

کر خانہ کعبہ کو مٹانے اور تباہ و برباد کرنے کے لیے آیا لیکن اس کا حشر انہوں نے دیکھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ مکہ مکرمہ کی حفاظت میرا اپنا کام ہے۔ لہذا اس کے ہاتھیوں کو اللہ پاک نے ابابیلوں کے ذریعے کنکر برسا کر بھوسا بنا دیا۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ ان ہاتھیوں کی ایسی حالت تھی جیسے بھوسا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یا تو وہ تاریخ پڑھتے نہیں ہیں یا انہیں بتائی نہیں گئی یا وہ نابلد ہیں اس چیز سے۔ ابراہہ کا حشر انہیں یاد ہی نہیں رہا۔ لہذا یہ کہنا کہ خانہ کعبہ یا مکہ مکرمہ کو وہ نیست و نابود کر دیں گے اگر ان کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ ان پر ایٹمی حملہ ہونے والا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس کی حفاظت کرنا اللہ پاک کا کام ہے اور ملت اسلامیہ اتنی کمزور نہیں ہے جس طرح سے انہوں نے سمجھا ہے۔

دوسری جو مدینہ پاک کے بارے میں غلیظ بات کی ہے انہوں نے۔ اس طرح کی بات پہلے بھی ایک مرتبہ ہو چکی ہے۔ دو یہودی تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے لیے خطرہ بنے ہوئے تھے اور وہ مٹی کھود کر سرنگ نکال رہے تھے تو سلطان نورالدین زنگی کو جب یہ عندیہ ہوا کہ اس طریقے سے دو موذی شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر میں ایک سرنگ لگا رہے ہیں اور ان کی بے حرمتی پر تلے ہوئے ہیں تو وہ تشریف لائے اور سارے مدینہ پاک والوں کو بلایا تو ان میں دو شخص نہیں تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا سارے مدینہ میں رہنے والے لوگ یہاں آ گئے ہیں تو جواب ملا کہ نہیں دو اشخاص ایسے ہیں جو بڑے بزرگ اور نیک ہیں، وہ نہیں آئے۔ جب انہیں لایا گیا تو نورالدین زنگی نے دیکھا کہ ان کی شکل وہی تھی اور پھر ان کا سر قلم ہوا۔ اب صورتحال یہ ہے کہ امریکہ کو تاریخی حقائق سے آگاہ ہونا چاہیے اور اس کے امیدواروں کو بھی پتا ہونا چاہیے۔ اگر ان کو یہ بھی نہیں پتا کہ مسلمان ایک امت ہے اور یہ اربوں میں ہیں اور اس طریقہ کار سے ان جھوٹے اور گمراہ کن بیانات کی وجہ سے وہ اگر الیکشن جیتنا چاہتے ہیں تو یہاں پر میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ یہ ان کی اپنی بات نہیں ہے، یہاں پر گہرائی سے سوچنا پڑے گا کہ کیا وہ الیکشن جیتنے کے لیے اس قسم کے گھٹیا، یرقان زدہ بیانات دے رہے ہیں کہ مسلمانوں کے سب سے مقدس ترین مقامات پر وہ قبضہ کر لیں گے اس خدشہ کے پیش نظر کہ امریکہ پر نیوکلیئر حملہ نہ ہو۔ میں یہ نہیں مانتا۔ ان کی قومی ذہنیت ہی اتنی خراب ہو چکی ہے جو آج تک ہم سمجھ نہیں سکے لہذا ہمیں اس کا مطالعہ بھی کرنا پڑے گا، اس کا تجزیہ بھی

کرنا پڑے گا کہ امریکہ کے ساتھ ہمارے تعلقات کبھی استوار نہیں ہو سکتے۔ قرآن کریم میں جو حکم الہیٰ آیا ہے جب ہم اس سے ہٹ کر بات کر رہے ہیں تو ہمیں اس کا خمیازہ لازمی بھگتنا پڑے گا۔ اللہ پاک نے قرآن کریم میں کہا ہے کہ یہود و نصارا کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ آپ کچھ کر لیں وہ آپ کی اچھائی نہیں سوچ سکتے، ماسوائے یہ کہ ہمیں اجازت ہے کہ ہم کاروبار کریں لیکن ان پر اعتبار اور اعتماد نہ کریں اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ کو اپنا حلیف سمجھنا، اس کو بہی خواہ سمجھنا کہ وہ پاکستان کے لیے اچھائی کرے گا میں نہیں سمجھتا کہ یہ ہوگا بلکہ جب جب دونوں بڑی پارٹیوں کے امیدوار، اگر ایک پارٹی کا ہوتا، اب ایک طریقے سے اگر وہاں کی انتظامیہ کہہ دیتی ہے کہ وہ دماغی طور پر درست نہیں ہیں، یہ اچھے نہیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ کوئی تردید نہیں ہے بش انتظامیہ کو سختی سے اس کا نوٹس لینا چاہیے تھا۔ ان کو کہنا چاہیے تھا کہ اس طریقے سے بیانات نہ دیں، اس طریقے کے غلیظ بیانات نہ دیں۔ اس طرح کی سوچ کو آگے نہ بڑھائیں جو کہ مسلمانوں کے ساتھ ایک کھلی جنگ کرنے کے مترادف ہے۔ ان کو تنگ کرنے کے مترادف ہے، ان پر حملہ آور ہونے کے مترادف ہے۔

اب دوسری بات، جو دوسرا اس میں نکتہ ڈالا گیا ہے اس حوالے سے ہم نے بات کرنی ہے وہ بڑی سادی سی ہے کہ پاکستان نے ہمیشہ، جب لیاقت علی خان کو روس کی طرف سے دعوت دی گئی تو وہ وہاں نہیں گئے بلکہ انہوں نے مناسب سمجھا کہ امریکہ کے ساتھ تعلقات رکھے جائیں لہذا انہوں نے وہ دورہ منسوخ کیا اور وہ امریکہ چلے گئے۔ اس حوالے سے کہ ہمارے تعلقات امریکہ سے صحیح بنتے ہیں لیکن اس دن سے لے کر آج تک چھٹے بیڑے کا بھی ہم انتظار کرتے رہے۔ ہمارا ملک آدھا ہوا۔ جب کبھی ہمیں آفت آئی یا ہمارے جہازوں کے سپیئر پارٹس رکے یا ہماری فوجی تنصیاب کے لیے دوسری ضروریات پڑیں، یا جو وھیکل کے لیے ضرورت پڑی، یا ہتھیاروں کے لیے ضرورت پڑی ہے ہمیشہ انہوں نے ہماری مدد نہیں کی بلکہ انکار کر دیا ہے کہ وہ neutral ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم سارے کا سارا تجزیہ کریں تو ہمیں یہی ایک بات ملتی ہے کہ ہم "بھولی چک" ہو چکے ہیں اور ہر وقت یہی سمجھتے ہیں کہ امریکہ ہمارا بہی خواہ ہے۔ امریکہ ہمارا بالکل بہی خواہ نہیں ہے۔ یہ بات مصدقہ ہے جس میں ہم غلطی پر ہیں۔ ہر قوم جو اپنے طور پر تعلقات رکھتی ہے وہ اپنے مفادات کو دیکھتی ہے۔ امریکہ جب دیکھتا ہے کہ اس کے مفادات ہیں

اور وہ مفادات ہم سے پا رہا ہے، ہم ان کے مقاصد کو آگے لے جا رہے ہوتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ میرے بڑے اچھے دوست ہیں۔ یہ میرے بڑے اچھے بھی خواہ ہیں لیکن بنیادی طور پر وہ ہمارے بھی خواہ نہیں ہوتے بلکہ ہم ان کے tody کے طور پر کام کر رہے ہوتے ہیں، ان کے مفادات کو پا رہے ہوتے ہیں، ان کے مقاصد کو آگے لے جا رہے ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے اب ہمیں اپنے آپ کو بحیثیت ایک قوم کے یہ سوچنا پڑے گا کہ جن ممالک سے ہم نے تعلقات رکھنے ہیں۔ ہم پہلے اپنے مفادات کو سامنے رکھیں۔ ان مفادات کے پیرائے میں دوسرے ممالک سے تعلقات رکھنے ہیں تو اس طریقے سے رکھیں تاکہ ہماری سالمیت بھی برقرار رہے، ہماری حمیت بھی برقرار رہے اور ہمارا ملک ترقی بھی کرے۔ ہمارا ملک قوموں کی صفحوں میں ایک باوقار قوم کے طور پر کھڑا ہو۔ اب یہاں پر ایک بات کہوں گا اور وہ بالکل صاف ظاہر ہے کہ آج تک جب پہلے 1974 میں بھارت نے ایٹمی دھماکہ کیا تو اس حوالے سے آپ اور ہم اگر تجزیہ کریں تو امریکہ نے کون سے پابندیاں لگائی تھیں اور کونسی طریقہ کار سے اس کو روکنے کی کوشش کی بلکہ وہ خاموش ہو گیا اور حوصلہ افزائی کی، جب انہوں نے دوبارہ پھلرواں میں دھماکہ کیا اور پاکستان نے بھی اس کے حوالے سے پھر دھماکہ کیا تاکہ ان کو پتا ہو کہ پاکستان ایک ایٹمی طاقت بن چکا ہے تو سب سے زیادہ چیخ و پکار پاکستان ایٹمی دھماکے پر ہوئی۔ ہمارے خلاف پابندیاں لگائی گئیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے ساتھ سراسر زیادتی تھی۔ اس سے بڑھ کر بھی امریکہ نے جو اپنا کردار ادا کیا ہے وہ اتنا گندہ ہے جبکہ بھارت ہم سے بہت بڑا ملک ہے اس کے پاس نیوکلیئر ہتھیار بہت سارے ہیں ان کے پاس heavy water کی مقدار ہم سے دوگنی ہے اور اس کے بعد اگر تنصیبات آپ check کریں تو پاکستان سے چارگنا زیادہ ہے ایٹمی حوالہ سے اور ایٹمی تنصیبات کے حوالے سے، ایٹمی افراد کے حوالے سے، سائنٹسٹ کے حوالے سے آپ جہاں بھی جائیں گے تو آپ کو ایٹمی تنصیبات نظر آئیں گی۔ کام ہوتا ہوا نظر آئے گا۔ پاکستان نے تو اپنی بقاء کے لیے ایک deterrent کے طور پر یہ نیوکلیئر پروگرام بنایا تاکہ ہندوستان تین دفعہ پہلے ہم پر حملہ آور ہوا ہے اور اس کو روکنے کے لیے پاکستان نے اپنا پیٹ کاٹ کر کے یہ نیوکلیئر پروگرام بنایا ہے نہ کہ حملہ آور ہونے کے لیے، میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقہ کار سے جب ہندوستان پہلے بھی اتنا طاقتور ہے تو دوبارہ یہ ایک نئی صورت حال کھڑی کی گئی ہے کہ یہ سول

نیوکلیئر accord ہے ۔ سول سے کیا مراد ہے ۔ ایٹمی تو ایٹمی ہوتا ہے جہاں پر دو اتنے ایٹم بم بنتے ہیں اور ایٹمی ہتھیار بنتے ہیں ۔ سول کی تو بات ہی نہیں ہے سول میں تو ایکسریز وغیرہ اور کینسر کا علاج یا بچوں کو بدلنے کے لیے جنیٹک کو تبدیل کرنے کے لیے۔ میں نہیں سمجھتا۔ ہندوستان ایسے ایٹمی پروگرام میں اتنا جا چکا ہے کہ اس کو سول ایٹمی accord کی ضرورت ہی نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں یہاں میں برملا پسند کروں گا کہ یہ سارے کے سارا دھند جو تارا پورا بنتا رہا ہے۔ امریکہ چائنا کے گرد گھیرا ڈالنا چاہتا ہے اس کو اپنے اندر رکھنا چاہتا ہے تاکہ وہ ایک طاقت نہ بن جائے اس کا پلہ نہ ہو جائے۔ کوئی ایسا نیا اتحاد نہ بن جائے جو اس کی سپریم پاور کو چیلنج سے اور وہ بھی سپر پاور بن جائے۔ پہلے ایک بیلنس تھا ۔ میں یہ بھی افسوس سے کہوں گا کہ جب دو سپر پاورز تھیں۔ ایک سپر پاور کوختم کرنے میں ہمارا بنیادی کردار رہا ہے اور ہم نے امریکہ کا ساتھ دے کر USSR کے خلاف جو جنگ جاری رکھی اور اس کا بیڑہ غرق کیا ۔ اس دنیا کو unipolar بنانے میں ہمارا کردار ہے اور ہماری یہ بھاری غلطی ہے ۔ اور اس طریقہ کار سے کہ آج اگر دنیا bipolar ہوتی، صرف خدا کی ذات ایک ہے، وہی صحیح ہے بقیہ جہاں بھی ایک طاقت ہوگی وہ دندناتی رہے گی وہ غنڈہ گردی کرتی رہے گی جو فیصلہ کرے گی جب بھی چاہے گی۔ میں اس کی مثال یہ دوں گا کہ آپ کے بھی علم میں ہے ہمارے علم میں بھی ہے کہ عراق پر حملہ کیسے ہوا ۔20 لاکھ لوگوں نے برطانیہ میں احتجاج کیا اس وقت ٹونی بلیئر کو اور حکومت کو روکنے کی کوشش کی کہ عراق پر حملہ نہ کریں۔ UNO نے روکا، تمام دنیا کی تہذیبوں نے روکا، آسیان نے روکا، ملکوں نے روکا لیکن وہ دندناتا ہوا مست گھوڑا چڑھ دوڑا اور اس کے بعد اس کا بہانہ کیا تھا ۔ نیوکلیئر ہتھیار اور نئے destructive ہتھیار کا تھا اب عراق آپ کے سامنے ہے ۔ کیا عراق سے destruction کے ہتھیار ملے ہیں۔ کوئی نیوکلیئر کیمیائی پروگرام ملا ہے ۔ سوائے صدام حسین کو مارنے کے، ان کے پاس اور کیا پروگرام تھا۔ کچھ بھی نہیں تھا۔

کیونکہ مسلمانوں کو وہ ختم کرنے کے درپے تھے اور اسی طریقے سے اب بھی مجھے خطرہ ہے اور میں یہ بات بھی نہیں مانتا۔ 9/11 کے انہوں نے کون سے ثبوت پیش کئے ہیں۔ جناب والا! ایران سے اتنے بڑے ٹاور کو--- ایک بات میں سچے کی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ record اٹھا کر دیکھیں۔ Twin Tower میں چار ہزار جو اہل یہود ملازم تھے، یہودی ملازم تھے، اموات میں

ایک یہودی کا نام بھی نہیں ہے۔جب Twin Tower پر حملہ ہوا تو ایک یہودی بھی ڈیوٹی پر نہیں تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا اس میں عمل دخل نہیں ہے۔ بغیر حقائق کے مسلمانوں کے ملکوں پر حملے ہو رہے ہیں۔ افغانستان پر حملہ ہو چکا ہے اور تباہ و برباد کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں کہیں ظلم ہو رہا ہے وہ مسلمانوں پر ہو رہا ہے۔ یہی لوگ کر رہے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ Nuclear معاہدہ چاہے وہ Civil کہیں، چاہے military کہیں، اس کو چھپانے کے لئے صرف civil کا نام دیا گیا ہے۔ اگر واقعی امریکہ ہی خواہ ہے اور ہم اس کے اتحادی ہیں،ہم اس کی ہر بات مانتے ہیں، ہم اس کے لئے front state ہیں، ہم نے اس کی logistic اور دوسرے حوالے سے مدد کی ہے، اس کا کام تھا کہ برابری کی سطح پر پاکستان کی مدد کرتا اور اسی قسم کا ایٹمی معاہدہ ہمارے ساتھ بھی کرتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر زیادتی ہے۔ امریکہ کو سوچنا چاہیے۔ اپنی پالیسی پر اسے غور کرنا چاہیے اور revise کرنا چاہیے اور پاکستان کے حوالے سے انہیں اس پر سوچنا ہو گا۔ اگر نہیں سوچیں گے تو ہم یہ سمجھیں گے کہ ہمارے ساتھ سوتیلے پن کا سلوک کیا جا رہا ہے۔ اب تیسری بات یہ ہے۔ بڑی اہم ہے بڑی خطرناک ہے۔ جہاں بھی ہم دیکھتے ہیں چاہے ڈاما ڈولا ہو یا کوئی اور ہو امریکہ کی طرف سے حملہ کر دیا جاتا ہے۔ ہمارے شریف شہریوں کو شہید کر دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ دہشت گرد ہیں۔ یہ انتہا پسند ہیں۔ یہ عسکریت پسند ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ عسکریت پسند، انتہا پسند اور دہشت گردوں کے خلاف تو ہماری اپنی حکومت دن رات لگی ہوئی ہے اور ہم ان کا قلع قمع کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہمارے جوان شہید ہو رہے ہیں۔ ہماری forces شہید ہو رہی ہیں۔ ہماری para military forces شہید ہو رہی ہیں۔ اس کے علاوہ پولیس شہید ہو رہی ہے۔ ہماری عوام شہید ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ اور کیا قربانی دی جا سکتی ہے لیکن یہاں پر میں ایک اختلاف کروں گا کہ امریکہ کا ایجنڈا اپنا ہو گا اور ہمارا اپنا ہو گا کہ عسکریت پسندی یا دہشت گردی یا انتہا پسندی کسی بھی مہذب معاشرے کے لئے ٹھیک نہیں ہے۔ یہ خطرناک ہے اور بہت بڑا خطرہ ہے اور اس طریقہ کار سے اسلام آباد میں اب جو خودکش دھماکے ہوئے ہیں ان کا کیا مطلب تھا۔ ایک پارٹی پر ہوئے ہیں دوسرے مسجد کے حوالے سے کئے گئے تو میں سمجھتا

ہوں کہ یہ قوم کے لئے آزار ہے۔ یہ کینسر ہے۔ اس کا علاج بحیثیت قوم، بحیثیت پاکستانی ہم خود کر رہے ہیں ۔ ہمارا فرض ہے۔ اس چیز کا امریکہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا اپنا قومی فریضہ ہے جس کی بنیاد پر ہم یہ کام کر رہے ہیں۔

اس کے بعد جناب والا! ایک بات اور بڑی دلچسپ ہے کہ جب کبھی کوئی بھی پاکستان کو امداد کےحوالے سے قانون سازی کی جاتی ہے چاہے وہ Pressler کا قانون ہو، وہاں پر ترمیم ہو Pressler کی تو Pressler صاحب بھی پاکستان کے خلاف ہی معلوم ہوتے ہیں۔ پتا نہیں ان کو پاکستان سے کیا تکلیف ہے۔ اب نیا قانون جو آیا ہے، انہوں نے جو پاکستان کو امداد دینی ہے کچھ عرصے کے لئے، یہ قانون نہیں بلکہ ایک قسم کی گالی ہے۔میں اسے گالی سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی ان قربانیوں کا صلہ یہی ہے کہ کانگریس جو قانون پاس کرے اور جائز مدد پاکستان کو انہوں نے دینی ہے جس حوالے سے ہم اکٹھے ہو کر کام رہے ہیں کہ دہشت گردی ختم ہو، انتہا پسندی ختم ہو اور عسکریت پسندی ختم ہو، اس کے ساتھ شرطیں لگانا اس قانون سازی کو بدبو دار بنا دینا پھر اس کے لئے certificate کا ضروری ہونا کہ اس کے بغیر پاکستان کو امداد بھی نہ ملے۔ یہ کون سی امداد ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انہوں نے پاکستان کے لئے نامناسب کام کیا ہے۔ کانگریس، صدر امریکہ اور امریکی انتظامیہ کو یہ چاہیے کہ اس قسم کے گندے قانون کو بجائے اس کے کہ لاگو کرے وہ دوبارہ لے جائے اس کو کانگریس میں اور اس میں سے جتنی گندی شرائط ہیں یہ ساری کی ساری انہیں ختم کرنی چاہییں۔ پاکستان کی انہیں voluntary مدد کرنی چاہیے تھی۔ رضاکارانہ طور پر ان کو مدد کرنی چاہیے تھی۔

بجائے اس کے کہ رضا کارانہ طور پر مدد کرتے یہ مشروط مدد جو ہے ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نہیں چاہتے ۔ ہم مقروض نہیں ہونا چاہتے۔ ہم بھکاری نہیں بننا چاہتے۔ بھیک سو دفعہ مانگیں تو ایک آنہ ملے اور وہ بھی شرطوں کے ساتھ کہ امریکہ کے President کا certificate اس کے ساتھ ہو تب ملے ورنہ نہ ملے۔ اللہ کرے کہ یہ امداد وہ اپنے پاس رکھیں ہمیں اس قسم کی امداد کی ضرورت نہیں ہے۔ اس قسم کے گندے قانون کو وہ اپنے گھر میں رکھے اور اس کو منسوخ کرے۔ اگر وہ واقعی پاکستان کے ساتھ ہمدرد ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم عسکریت پسندی، انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خلاف سینہ سپر ہیں۔ اپنے طور پر ہمارا ایک ایجنڈا ہے ملکی، قومی تو

ان کو امداد غیرمشروط دینی چاہیے اور اس گندے قانون بنانے پر کانگریس اور امریکی انتظامیہ کو ہم سے معافی مانگنی چاہیے کہ یہ بجائے اس کی مدد دیتے خوش دلی سے اور محبت سے اور ہماری منتیں کر کے کہ آپ لیں تاکہ آپ اور ہم مل کر ایک نیک کام کریں، دہشت گردی، انتہا پسندی کا خاتمہ کریں، عسکریت پسندی ختم کریں۔ بجائے اس کے یہ شرط ہو کہ اگر لیں گے تو اتنی منتیں کرنی پڑیں گی، وہاں سے ہمیں اجازت لینی پڑے گی، ہمیں ایسی اجازت کی کوئی ضرورت نہیں، ہمیں اس قسم کی گندی چیز یا ایسی امداد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

میں ایک چیز بیان کرنا چاہتا ہوں۔ پاکستان ہندوستان کی تقسیم سے پہلے یہی یورپ والے تھے، یہی برطانیہ تھا، یہ یہاں سے ساری چیزیں لے جاتے تھے، ان کے پاس تختِ طاؤس نہیں تھا۔ ان کے پاس کوہ نور ہیرا نہیں تھا، کوئی چیز نہیں تھی، وہ پاکستان کو ایک سو سال سے زائد لوٹتے رہے اور یہ برصغیر ہند ہی تھا جو امیر تھا، غلے میں خود کفیل تھا، ہر چیز میں خود کفیل تھا۔ مجھے اب حیرت ہوتی ہے کہ وہ ملک جو ایک وقت دنیا کو غلہ دیتا تھا، تمام چیزیں دیتا تھا، جہاں تاج محل جیسا ساتواں عجوبہ تھا، آج ہم کوڑی کوڑی کے لیے بھکاری ہو چکے ہیں۔ یہ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ زمین بھی وہی ہے، لوگ بھی وہی ہیں، دریا بھی وہی ہیں بلکہ نہریں زیادہ ہوگئی ہیں، اب ہم کھادیں بھی ڈالتے ہیں، محنت بھی کرتے ہیں، کپڑا بھی بناتے ہیں اور دست نگر یورپ، امریکہ اور دوسرے ملکوں کے ہیں، مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی۔ یہ بات سمجھنے کی ہے، ہمیں اس پر سوچنا پڑے گا۔ شاید ہماری ذہنیت ہی غلامانہ ہوگئی ہے اس لیے میں بتاتا ہوں کہ جب ہم گھڑی پہنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ رولیکس سے کم نہ ہو، جب سوٹ پہنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ جی یہ برطانیہ کا سوٹ ہے، شلوارقمیض پہنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ پٹ کا سوٹ ہے، یہ فلاں کا سُوٹ ہے، عینک پہنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ Rayban سے کم نہ ہو اور جب کھانا کھاتے ہیں، آپ Marriott, Sarena میں جائیں، وہاں باسی کھانے ملتے ہیں۔ مجھے تین دفعہ food poisoning ہوئی ہے لیکن ہزاروں روپے میں-----

(ڈیسک بجائے گئے)

یہ بات سچی ہے اور اس کے بعد کیا ہم جو دال روٹی پہلے کھایا کرتے تھے، یہاں پر air

conditioners نہیں تھے، چھپر کے نیچے ریت ڈال کر اس پر بڑی خوبی سے پانی ڈالتے تھے، لسی رکھتے تھے اور تندور کی روٹی کھاتے تھے۔ ہمارے بزرگ تو سو، سو سال کے ہوئے۔ اب ہماری عمر تو پچاس سال بھی نہیں ہے۔ یہ کھانے کھاتے ہیں، یہ سلاد بنتے ہیں، کہتے کیا ہیں سلاد کو، salad یہ Russian Salad ہے، یہ فلاں salad ہے۔ جناب والا! خدا کے لیے ہم اپنے اوپر رحم کریں، پانچ روپے کی بوتل ہے، 500 میں دیتے ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ یہ جو ہمارے اندر ایک جعلی پن آ گیا ہے، اس سے آدمی بڑا نہیں ہوتا۔ میں ایک بڑے کی مثال دینا چاہتا ہوں۔ جب شہنشاہ شاہجہان کے دور میں جامع مسجد دہلی بن رہی تھی تو کسی نے دیکھا کہ کعبہ رُخ میں کچھ کمی آ گئی ہے، اس میں ایک سوتر کم ہو گیا ہے کہ مسجد کا رُخ خانہ کعبہ کی طرف نہیں ہے۔ شہنشاہ شاہجہان نے بہت سارے علماء کرام بلوائے، ان سے مشورہ لیا کیونکہ اس کی بہت سی تعمیر ہو چکی تھی۔ آپ نے بھی جامع مسجد دہلی دیکھی ہو گی، وہاں پر ڈھائی لاکھ نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں، لال قلعہ کے سامنے بہت بڑی مسجد ہے۔ تو اب سوچا گیا کہ اس کا کوئی حل کیا جائے۔ اڑھائی سال ہو چکے ہیں، اس پر بہت خرچ ہو چکا ہے اور اگر اس کو مسمار کرتے ہیں تو نقصان ہو گا۔ سارے ہندوستان کے بزرگوں کو اکٹھا کیا گیا اور ان سے مشورہ لیا گیا کہ مسجد کا رُخ کس طرح درست ہو؟ عبدالحکیم جو کہ ایک دھوبی تھا اور یہ راوی کے کنارے ملتان میں رہتا تھا، کسی نے بتایا کہ اُس سے رجوع کریں۔ انہوں نے گورنر ملتان کو کہا کہ اس آدمی کو ڈھونڈو اور اس سے معلوم کرو۔ وہ آدمی راوی پر کپڑے دھو رہا تھا۔ اس کا لشکری وہاں گیا اور اس نے کہا کہ آپ کو شہنشاہ نے بلایا ہے آپ کو دہلی جانا پڑے گا۔ اس نے پوچھا کام کیا ہے۔ اس نے کہا کہ کام یہ ہے کہ مسجد کا رُخ خانہ کعبہ سے کچھ اِدھر اُدھر ہو گیا ہے تو اس کی درستگی کرنی ہے۔ اس نے کہا بس یہی بات ہے، میں نے تو یہ غریبوں کے کپڑے دھونے ہیں، میں مزدور آدمی ہوں، میں نہیں جا سکتا۔ ہاں یہ کر سکتا ہوں اور اس نے ایک کپڑا نکالا اور اس کو خاص طریقے سے بل دیئے اور کہا کہ مسجد تو ٹھیک ہے لیکن اس کے back پر تھوڑی سی دراڑ آ گئی ہے۔ میں وہاں گیا ہوں اور میں نے وہ چیز دیکھی ہے۔

بات یہ ہے کہ آدمی بڑا وہ ہے جس کا کردار بڑا ہو، آدمی بڑا وہ ہے جو انسانیت کا خادم ہو، آدمی بڑا وہ ہے جو لوگوں کے کام آتا ہے۔ میں نے ایک آدمی سے پوچھا کہ حضور یہ کیا کہتے

ہیں کہ فلاں بڑا آدمی ہے، میں نے کہا وہ روٹی کھاتا ہے، کہنے لگے کھاتا ہے، میں نے کہا سردی لگتی ہے، اس نے کہا سردی لگتی ہے، سردیوں میں گرم کپڑے پہنتا ہے، گرمیوں میں دوسرے کپڑے پہنتا ہے۔ میں نے کہا وہ جو چھوٹا پیشاب کرتا ہے وہ عطر و گلال کرتا ہے، اس نے کہا کہ نہیں جی وہی گندہ پیشاب کرتا ہے۔ میں نے کہا ٹی میں کوئی خوشبو آتی ہے؟

سینیٹر میاں رضا ربانی، یہ unparliamentary ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، نہیں جی، یہ unparliamentary نہیں ہے۔ آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔ یہ بڑے لوگ بیٹھے ہیں ان کو بُری لگے گی۔ یہ بڑے لوگ ہیں، ان کو بُری لگے گی کیونکہ یہ پانچ ہزار کا کھانا کھاتے ہیں اس لیے بُری لگے گی۔ بات یہ ہے کہ میں نے کہا کستوری، اس نے کہا نہیں جی۔ میں نے کہا وہ بوڑھا ہوتا ہے، کہا ہاں بوڑھا ہوتا ہے، سب کچھ ہوتا ہے۔ میں نے کہا بڑا آدمی وہ ہے جو خدا کی مخلوق کے لیے دن رات سوچتا ہے، اس کی خدمت کرتا ہے، اسی کے لیے جیتا ہے، اسی کے لیے مرتا ہے، یہ بڑائی تو عارضی ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ہم سادہ غذا کھا کر، پرانی سوکھی روٹی کھا کر، وہی پیاز جس کو ہم دبہ کہتے ہیں دوپہر کے وقت توڑ کر اس کو روٹی سے کھالیں تو کیا وہ بات اچھی نہیں ہے۔یہ کیا کہتے ہیں کہ جی امریکہ ہمارا بڑا دوست ہے اور دوستی کا اثر تو دیکھیں کہ کیا ہے۔ وہ بحری بیڑا کہاں گیا جو کہ آ رہا تھا اور ہمارا ملک آدھا ہو گیا۔ وہ آج تک نہیں پہنچا۔ جب تک ہم اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہوں گے، جب تک ہم اپنے آپ کو نہیں سنبھالیں گے، جب تک ہم اپنے آپ میں نہیں رہیں گے، جب ہم جس حالت میں ہیں اسی میں نہیں رہیں گے۔ہم بڑوں کے ساتھ تعلقات بنا کر یا جتا کر بڑا بننے کی کوشش کریں گے یا نقلی پن اپنے میں ڈالیں گے تو ہم میں وہ چیز نہیں آ سکتی۔ ہم جو ہیں وہ ہیں اور اگر اسی حالت میں رہیں تو اللہ پاک بھی ہم پر مہربانی کرے گا، وہ اپنے نبی پاک صلی اللہ وآلہ وسلم کی وساطت سے رحم کرے گا تو انشاء اللہ ہم اچھے مسلمانوں کی طرح رہیں گے، ہم اچھے بہن بھائیوں کی طرح رہیں گے۔ اس لیے میری دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں اس مصیبت سے نجات دلائے جو کہ ہم نے مول لے رکھی ہے۔ ہم قوم کے لیے کچھ کریں اور مل جل کر کریں، ہم یکجا ہو جائیں اور ایک دوسرے کے خلاف منافقت چھوڑ دیں۔اب ایک بات

آخری ہے، ایک آدھ منٹ میں کرتا ہوں۔ مجھے حیرانگی ہے کہ یہاں پر ایک Assistant Secretary تشریف لے آتے ہیں، Assistant Secretary صاحب آتے ہیں تو ہمارے بہت سے عمائدین، قائدین اور بڑے think tanks, big politicians منتیں کر رہے ہوتے ہیں کہ ہمیں بلایا جائے، ہماری ملاقات کرائی جائے اور جب ان سے باتیں ہوتی ہیں۔ باتیں کون سی ہوتی ہیں کہ جناب مشرف صاحب وردی کے ساتھ صدر بن رہے ہیں، ان کو روکا جائے، ان چیزوں کو روکا جائے، یہ ہمارے لیے مضر ہیں۔ ہم صاف ستھرے، شفاف انتخابات کس سے مانگتے ہیں، جناب عالی! America کے اس اہلکار سے مانگتے ہیں، انتخابات یہاں ہونے ہیں، ہم نے صاف ستھرے انتخابات خود کرانے ہیں۔ یہاں پر ذرائع ابلاغ بہت تیز ہو چکے ہیں، ہماری پارٹیوں کے اپنے workers ہیں جو polling stations پر رہ سکتے ہیں، Election Commission of Pakistan ججوں پر مشتمل ہے، district Judge returning officer ہو گا، assistant returning officer Additional Session Judge ہو گا، Senior Civil Judge ہو گا، تمام تانا بانا ہمارا ہو گا اور وہ صاف ستھرے، غیر جانبدارانہ انتخابات اس اہلکار سے مانگنے جا رہے ہیں۔ اتنی حیف کی بات ہے، اتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم اپنے اندر بیٹھ کر، ہمارے اپنے کارکن اپنی پارٹیوں کے سرخیل ہیں، ہمارے اپنے ذرائع ابلاغ ہیں، ہماری اپنی عدلیہ کے وہ اہلکار ہیں جو اس سارے انتخابات کے ذمہ دار ہوں گے، ہمیں ان سے 1% بھی توقع نہیں ہے، Mr. Boucher سے توقع ہے۔ Boucher یا butcher سے جو بھی ہو whosoever, he جناب! اس سے توقع ہے۔ یہ ہم پر اور ہم سب پر حیف ہے جو ہم جاتے ہیں، قطاروں میں کھڑے ہوتے ہیں جب ہاتھ ملاتے ہیں تو ایسے سمجھتے ہیں کہ کسی ولی اللہ سے مل رہے ہیں اور ہم جنت میں چلے جائیں گے۔

(اس موقع پر desks thumping کی گئی)

افسوس تو یہ تھا، مجھے اس بات پر افسوس ہوتا ہے کہ جانے سے پہلے کہتے کہ آپ جائیں، آپ اہلکار ہیں، ہمارا آپ سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ ہمارا اپنا ملک ہے، ہم اس میں اچھائی برائی خود کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھیں گے، لڑیں گے، جھگڑیں گے لیکن ہم اپنے ملک کو خود بنائیں گے، Boucher نے نہیں بنانا۔ ہاں! بوتلوں نے بھی نہیں بنانا، یہ لسی نے بنانا ہے، یہ جو بوتلوں سے بنانے لگے ہیں، جناب! ہم نے یہ لسی سے بنانا ہے، یہ سادی روٹی سے بنانا ہے، یہ

دیسی گھی سے بنانا ہے، یہ dalda سے بھی نہیں بنے گا۔ میری ان گزارشات کے ساتھ، معذرت کے ساتھ اگر کسی معزز رکن کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں، اپنا ساتھیوں سے معذرت خواہ ہوں، America سے معذرت خواہ نہیں ہوں۔ Thank you, خدا حافظ۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب نیازی صاحب نے بہترین تقریر کی ہے، بہت عمدہ تقریر کی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ نیازی صاحب کو یہ تقریر President House میں کرنی چاہیے، پرویز مشرف صاحب Boucher سے زیادہ ملتے ہیں، voucher یا Boucher۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، بلور صاحب! بیٹھیں۔ شاہد بگٹی صاحب! آپ کا privilege motion تھا، ان کا privilege motion تھا تو you want to move it now, Interior Minister صاحب ہیں تو اس کو ابھی address کرلیں۔

PRIVILEGE MOTION

Removal of a member's name from ECL.

Senator Shahid Hassan Bugti: Thank you sir. Sir, I move that my privilege has been breached due to the following. On 13th December 2006, I moved an application to the Deputy Chairman Senate foronward submission to the Interior Ministry for removal of my name from ECL, on the ground that I wanted to proceed for performing Hajj. This application was sent to the concerned Authority through Senate Secretariat but despite lapse of 8 months, I or Senate Secretariat have not received any response from the concerned Ministry. This attitude of the Interior Ministry clearly shows that they have no respect for the Membersof the office of the Deputy Chairman not responding to an official correspondence is tentamount to breach of privilege of the mover as well

as of the entire House. It is therefore, requested that this motion may be admitted and refered to the concerned Committee. Thank you very much.

Mr. Chairman: Minister for Interior.

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao (Minister for Interior): Mr. Chairman! we have great respect for the honourable members of the Senate and I don't think that it was the intention to undermine his favour and as such. Yes, the duration and the time that it has taken that is regrettable and the Ministry is taking action against the officials who have delayed the response as such and I assure you that, infact, it has come to my notice only now, it was not put up to me and I have initiated and asked the Secretary to take action against those who have delayed this Privilege Motion. That is regretted and we will defenitely give him our response as soon as possible.

Mr. Chairman: Yes Shahid.

Senator Shahid Hassan Bugti: Sir, I am grateful to the Minister that he has admitted that the delay on part of the Ministry of Interior

لیکن یہاں پر بات یہ ہے کہ کیوں کہ وہ بھی admit کر رہے ہیں تو کیوں نہ اسے concerned Committee کو refer کردیں تاکہ وزیر صاحب یا جو بھی ان کے behalf پر وزارت داخلہ کے behalf پر آ کر وہاں صحیح معنوں میں جواب دیں کہ ایک official correspondence ہوا ہے through the Office of the Deputy Chairman, infact this application was meant or it was addressed to the Chairman's Office but since you were out of the country and Jan Jamali was officiating as Acting Chairman

تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پورے House کی بات ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں وہ تو بتا رہے ہیں کہ he will look into the matter and come back.

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، بات یہ نہیں ہے۔ میں مانتا ہوں کہ شیرپاؤ صاحب بالکل صحیح فرما رہے ہیں لیکن اگر یہ کمیٹی کو بھیج دیا جائے تو وزارت کی طرف سے جو بھی response آتا ہے وہ کمیٹی میں آ جائے تو میرے خیال میں وہاں یہ سب decide ہو جائے گا۔ اس میں ایسی کوئی ہچکچاہٹ تو نہیں ہونی چاہیے' یہ کمیٹی کو جواب دے دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین، جی شیرپاؤ صاحب! ٹھیک ہے۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ، جناب چیئرمین! ہم آپ کو جواب دہ ہیں and I thought this was a easiest way ان کو response مل جائے گا۔

جناب چیئرمین، آپ کا پھر بھی move کرنے کا right رہ جاتا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ

you are welcome to meet him individually and you are not satisfied you will come back, I have no problem, but the main thing is to resolve the matter it is agreed to talk to you and resolve it .....

Senator Shahid Hassan Bugti: I would request to Mr. Sherpao

کہ وہ اس کو kindly oppose نہ کریں اور اس کو وہاں بھیج دیں اور جو بھی منسٹری کا جواب ہے وہ کمیٹی میں آ جائے۔ ان کا جو بھی جواب ہو گا وہ مجھے قبول ہو گا۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ، جیسے آپ کہتے ہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ I leave it is up to you.

Mr. Chairman: No, but I want that matter be resolved, it is better be resolved directly but the member is not........

اس کا مطلب ہے کہ پھر وہ وہاں جائے گا اور یہ آپ سے direct کہہ رہے ہیں۔

Senator Shahid Hassan Bugti: When the Minister has no objection sir, kindly my request is my humble submission is that

کہ اس کو kindly Committee میں refer کردیں۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ، میں نے یہ تو نہیں کہا کہ I have not said let it be referred to Committee, I leave it up to you sir, but I wanted to resolve it ASP.

Mr. Chairman: I did ask him to meet him today, you can meet him and that will be resolved almost.

جب وہ کہہ رہے ہیں I think آپ اس کے بعد ان سے مل لیں if you are not satisfied تو اگر you do not for sake ۔ وہ ایسی کوئی بات نہیں ہے that can be moved here آپ satisfied نہیں ہیں تو you will move it again it will be referred there. اس کے بعد یہ آپ سے مل لیں گے۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ، جناب! جیسا آپ کہہ رہے ہیں ٹھیک ہے۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، جناب! میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس کو کمیٹی کو بھیج دیں۔

جناب چیئرمین، آپ شام کو ان سے مل لیں اگر نہیں ہوتا تو I will refer it to the Committee.

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، جناب! میں دس دفعہ مل لوں گا۔

جناب چیئرمین، میں اسی حساب سے کہہ رہا ہوں۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، جناب! میں suggest کرتاہوں کہ اس کو کمیٹی کو refer کردیں۔

Mr. Chairman: If you want to sent it to the Committee, now we will. Next speaker is Prof. Khurshid Ahmed.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، بسم اللہ الرحمن الرحیم - (عربی)

جناب چیئرمین! میں وزیر پارلیمانی امور جناب شیر افگن صاحب کا ممنون ہوں کہ نہ صرف یہ کہ انہوں نے یہ قرارداد move کی بلکہ اپنی تقریر میں جن نکات پر روشنی ڈالی اور جس موقف کا اظہار کیا ، اس سولہ سترہ سالہ سینیٹ کی زندگی میں پہلی مرتبہ ان کی باتوں سے نوے فیصدی مجھے اتفاق ہے۔ میں ذاتی بات کبھی نہیں کہا کرتا لیکن آج مجھے یہ کہنے کا موقع دیں کہ اسمبلی کے پانچ سالہ دور کے اختتام اور ۲۰ جولائی کے بعد جو سیاسی فضا ملک میں ہے اس میں ان کی یہ تقریر شاید ہوا کے رخ کی اطلاع دے رہی ہے اور مجھے وہ دن یاد آ رہا ہے جب اکتوبر ۲۰۰۲ء میں قومی اسمبلی میں ۱۹۷۳ء کے دستور کو ہاتھ میں لے کر انہوں نے کچھ اعلانات کئے تھے ۔ آپ کی تقریر اور اس اعلان میں مجھے بڑی مماثمت نظر آتی ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ تقریر جہاں امریکہ کے اصل چہرے کو اور پاکستان کے سلسلے میں اس کے رویے کو صاف الفاظ میں بیان کرتی ہے وہیں جنرل پرویز مشرف نے جو پالیسیاں امریکہ کے بارے میں اختیار کی ہیں اور خصوصیت سے 9/11 کے بعد جو U turn لیا گیا ہے اور جس طرح امریکہ کی وفاداری امریکن سے زیادہ ہمارے حکمران کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس کے اوپر ایک فرد جرم اور موثر تنقید ہے ۔ اس کا مخاطب صرف امریکہ نہیں ، پاکستان کی خارجہ پالیسی جو foreign office سے کہیں زیادہ اور پارلیمنٹ کا تو اس میں کوئی دخل ہے ہی نہیں ، ایوان صدر سے بن رہی ہے ، میں ان کے پانچوں نکات پر اتفاق کا اظہار کرتے ہوئے ذرا ان پہلوؤں کو سامنے لاؤں گا جن سے اصل حقائق کو سمجھنے میں مدد ملے ۔

جناب چیئرمین! کسی ملک کی خارجہ پالیسی کے چار ستون ہوتے ہیں۔ پہلا اس ملک کی سلامتی ، آزادی ، سیکورٹی اور اس پہلو سے اس کے strategic مفادات ، مفاد کا تحفظ کوئی بری چیز نہیں ہے۔ مفاد صحیح ہونا چاہیے اور اس میں آزادی ، sovereignty, security سب سے پہلے آتی ہے۔ اور یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ سیکورٹی کا معنی محض military security نہیں بلکہ military security کے ساتھ ساتھ political security, economic security بھی ہے اور آج پوری دنیا میں اس بات کا اعتراف کیا جا رہا ہے کہ human security کے یہ چار important dimensions ہیں۔

دوسری چیز اس ملک کے نظریات، اصول، اس کی values, کچھ اخلاقی اقدار، تیسری چیز اس کی جغرافیائی، کوئی خارجہ پالیسی جغرافیائی حقائق کو نظرانداز کرکے نہیں بنائی جا سکتی۔ Geographical environment friendly ہونا چاہیئے ۔ اس لئے جو بھی آپ کے neighbours ہیں وہ آپ کے foreign policy بنانے میں ایک کلیدی کردار ادا کریں گے۔ پھر آخری چیز history ہے۔ یہ چار عوامل ہیں جن پر foreign policy بنتی ہے۔

میں صرف امریکہ اور پاکستان کے تعلقات پر اپنی بات کو محدود رکھوں گا۔ اس لئے کہ اس وقت پوری foreign policy پر بحث نہیں ہے لیکن اس کا صرف یہ پہلو ہمارے سامنے ہے۔ لیکن جو بات میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے اور شیر افگن صاحب کی تقریر کا بھی خلاصہ یہی ہے کہ امریکہ کے بارے میں جو پالیسی ہم نے اختیار کی ہے، جس پر ہم عمل کر رہے ہیں اور امریکہ نے جو رویہ اختیار کیا اس کا اولین اور لازمی تقاضہ یہ ہے کہ امریکہ کے ساتھ خارجہ تعلقات کے پورے نظام پر نظرثانی کی جائے، انہیں تبدیل کیا جائے، جس راستے پر ہم چل رہے ہیں وہ راستہ غلط ہے اور اس سے ہم نقصان اٹھا رہے ہیں اور اس سے ہمارے strategic مفادات متاثر ہو رہے ہیں۔ اس سے ہم نے اپنے neighbours جو ہمارے حلیف اور ساتھی تھے ان کو ہم نے اپنا دشمن بنا لیا ہے یا ان سے دوری پیدا ہو رہی ہے۔ یہ ہمارے نظریات اور ہماری values کے خلاف ہے اور یہ ہماری تاریخ اور ہماری روایات سے متصادم ہے۔ اس لئے message یہ ہے کہ this is the time to review and change that policy. یہ ایک message ہوگا میری معروضات کا۔ میں یہاں یہ بات بھی کروں گا کہ پاکستان کے بننے کے فوراً بعد امریکہ سے تعلقات کو مضبوط کرنے اور دوستانہ تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی گئی جو بالکل صحیح تھی۔ بلاشبہ خان لیاقت علی خان کے اس اقدام سے مجھے اختلاف ہے کہ انہیں روس میں جانا چاہیئے تھا یا امریکہ میں جانا چاہیئے تھا۔ انہوں نے روس کی دعوت کو ترک کر کے امریکہ جاکر ایک غلط راستہ اختیار کیا لیکن having said so قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے، امریکہ کے بارے میں ہماری foreign ploicy کیا ہونی چاہیئے، اس کو اپنے دو بیانات میں واضح کیا ہے۔ پہلا ان کا message ہے جو انہوں نے امریکی قوم کو دیا ہے اور دوسرا ان کی وہ تقریر ہے جو امریکی سفیر کے سفارت کے کاغذات پیش کرنے کے موقع پر انہوں نے کی ہے۔ اس میں انہوں نے صاف طور پر کہا کہ ہم ایک اسلامی ریاست ہیں۔

ہم آپ سے دوستانہ تعلقات چاہتے ہیں لیکن یہ دوستانہ تعلقات برابری اور ان عالمی اصولوں کی بنیاد پر ہوں گے جن کو UN Charter نے agree کیا ہے کہ جن کی بنیاد پر اقوام کے درمیان عزت اور حمیت کے ساتھ مفادات کے تحفظ کے لئے تعلقات استوار کئے جاتے ہیں۔ لیاقت علی خان کی تقاریر پڑھ لیجیے۔ میں انہیں credit دوں گا کہ انہوں نے امریکہ کی تقاریر کے اندر پاکستان کے vision کو، پاکستان کے مقام کو، پاکستان کی foreign policy کے خطوط کار کو پوری دیانت اور جرات کے ساتھ پیش کیا۔ جب ان سے foreign aid کی بات ہوئی ہے تو انہوں نے صاف کہا کہ بین الاقوامی تعاون ایک اچھی چیز ہے، ہم اس کے لئے تیار ہیں لیکن اپنی آزادی، نظریات اور اپنی values کی قیمت پر نہیں۔ ان کے الفاظ تھے کہ our sole is not a vendible commodity. تو جناب والا! یہ بنیاد تھی۔ آج کیا صورتحال ہے؟ میں بڑے دکھ سے یہ بات کہتا ہوں اور میں پوری دیانت سے یہ بات کہتا ہوں کہ خصوصیت سے 9/11 کے بعد سے آج تک امریکہ کے ساتھ ہمارے تعلقات خوف کی بنیاد پر، دھمکی کی بنیاد پر، hang toasty کی بنیاد پر، جبر کی بنیاد پر، بلیک میل کی بنیاد کے اوپر اور پریشر کی بنیاد پر ہے۔ یہ بات میں کسی جذباتی انداز میں یا سیاسی بنیاد پر نہیں کہہ رہا ہوں۔ میں جناب والا! آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں چند ضروری چیزیں۔ سب سے پہلے آپ یہ دیکھیے کہ امریکہ نے 9/11 کے بعد جو پالیسی بنائی ہے وہ پالیسی کیا ہے؟ Bush at war, Bob Woodward name, President اور Vice President, Bush اور ٹیلری کے یہ الفاظ جو پالیسی کا بنیادی اصول پیش کرتے ہیں۔

We will export death and violence to the four corners of the earth in defence of our great nation.[Bob Wood Ward, Bush at War, page 352].

یہ امریکہ کی پالیسی کا cornerstone ہے۔ یہی وہ چیز تھی جس کی بنیاد پر 9/11 کے واقعہ کے بعد اورڈاکٹر شیر افگن نے بڑا صحیح کہا کہ آج تک وہ ایک mysterious معاملہ ہے۔ میرے علم میں اس وقت بیس، پچیس تحقیقی کتابیں ہیں اور وہ میری library میں موجود ہیں جن میں اس واقعہ پر discussion ہوا ہے اور بتایا گیا ہے کہ کس طریقے سے امریکہ نے اپنی خارجہ پالیسی کے ایک خاص instrument کے طور پر اس کو استعمال کیا ہے جس طرح اس 9/11 کمیشن نے بہت سارے issues کو ignore کیا ہے اور پوری بحث کے خاص versions دینے کی کوشش

کی ہے۔ اس بات کو سن لیجیے۔ ہمارے ISI کے Chief وہاں موجود تھے۔ سب سے پہلے ان کو threat کیا گیا۔ جب انہوں نے کوئی بات چیت کرنے کی کوشش کی تو جناب والا! Bob Wood کہتا ہے کہ he was silenced ان سے کہا کہ یہ تقریر چھوڑ دیجیے' yes or no اس کے علاوہ کوئی اور بات نہیں ہو گی tell your President میں آپ کو جناب والا! پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں ۔ انہوں نے کہا کہ

"Pakistan faces a stark choice either it is with us or it is not. This is a black and white choice with no grey.

اس کے بعد پھر یہ دیکھیے اس کتاب کے صفحہ 58 کو' پاول

had already told Bush that whatever action he took, it could not be done without Pakistan's support. So, the Pakistanis have to be put on notice

یہ الفاظ سنیے پھر اس کے بعد جناب والا!

squeezing Musharraf too hard was risky, but not squeezing him at all was riskier. Squeezing, hand twisting, threatening

یہ ساری policies اختیار کی گئیں اور جب پاول نے بات کی as one General to another سات مطالبات کیے گئے اور ہم نے ایک لمحے میں ان ساتوں کو بے چوں و چرا مان لیا۔ پاول اپنی autobiography میں لکھتا ہے کہ میرے لیے یہ تعجب کا لمحہ تھا' میرا خیال تھا کہ جنرل مشرف ایک یا دو point مان لیں گے اور باقی کے بارے میں معذرت کریں گے لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب انہوں نے ساتوں کے ساتوں نکات مان لیے۔ اس کے بعد انہوں نے کیا کہا' صرف دو باتیں انہوں نے کہیں۔ ایک یہ کہ افغانستان کے سلسلے میں ہم حاضر ہیں' ہماری زمین حاضر ہے' ہماری فوجیں حاضر ہیں۔ جس طرف چاہیں کشت و خون کریں لیکن نمبرا' نادرن الائنس کو اقتدار میں نہ لائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے nuclear assets کو کوئی خطرہ نہ ہو۔ یہ دو باتیں مشرف صاحب نے کہیں لیکن دونوں کا کیا حشر ہوا۔ دیکھیے جناب والا! صفحہ 303 پر اسی کتاب پر۔ جب مشرف نے یہ باتیں کہیں تو بش صاحب Northern Alliance کے بارے میں کہتے ہیں کہ I fully understand your concern about the northern alliance اور اس

کے بعد پھر commit کرتے ہیں' میں ان کے الفاظ آپ کو سناتا ہوں کہ

we will encourage our friends to head south across the northern plains but not into the city of Kabul, Bush said

یہ ان کی commitment تھی۔ ہوا کیا؟ افغانستان کو ایک خاص group کے ہاتھوں میں دے دیا گیا اور وہاں انہوں نے پاکستان کے خلاف امریکہ ہی نہیں انڈیا کے سارے راستے کھول دیے۔

جناب والا! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس وقت انڈیا ان پانچ top countries میں سے ہے جو economic, military and diplomatic اعتبار سے افغانستان کی مدد کر رہے ہیں اور اس میں بڑی اہم چیز یہ ہے جناب والا! کہ جو construction کے نام پر وہاں پر کام ہو رہا ہے' یہ رپورٹ اس بارے میں موجود ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ہندوستان نے it sent a military unit, the boarder Road Organization to build infrastructure across the board from Pakistan. جو Consulate قائم کیے گئے ہیں یہ تمام Consulates افغانستان میں پاکستان کے خلاف ہیں اور بلوچستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے ڈانڈے وہیں ملتے ہیں۔ ہم نے اپنے neighbours کو' ایران کو' چین کو' افغانستان کو محض امریکہ کی خوشنودی کے لیے نظرانداز کیا ہوا ہے۔ جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جو اس وقت Northern Command کا Chief of Staff تھا جنرل ٹومی فرینک اس کی autobiography جو ابھی آئی "American Soldier" اس کے اندر بڑی اہم باتیں ہیں۔ پڑھ کر انسان سر پکڑ لیتا ہے کہ ہمارے پالیسی ساز' ہمارے حکمران جن پر قوم کی ذمہ داری ہے وہ کیا کھیل کھیل رہے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ

I considered continuing the trip to meet President Musharraf in Pakistan. If ever, there was a time for some arm-twisting, it was not availed. He would have to declare what side he was on pretty fast.

بات چیت ہوئی اور اس arm twisting میں فوراً جنرل صاحب نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ہوں اور جو کچھ کہو گے ہم کریں گے لیکن خدا کے لیے ہندوستان کو involve نہ کرنا۔ آپ کو معلوم ہے اس نے کیا کہا؟ ہندوستان involve ہو گا' سیاسی اعتبار سے بھی' فوجی اعتبار سے

بھی البتہ ہاں! یہاں پر ہم جوکچھ کر سکتے ہیں آپ کی خاطر وہ یہ ہے کہ اس کا ذرا پروپیگنڈا نہ کریں۔ جناب چیئرمین! میں آپ کو پڑھ کے سنانا چاہتا ہوں جو ٹومی فرینک کے اپنے الفاظ اس معاملے میں ہیں۔

Musharraf requested that in the campaign plan do not involve the Indian Government or Indian military. Especially, in any way that would put the Indian forces in Pakistani air or Sea space. He also asked that the coalitionnot to advertise Indian political involvement which would inflame sensitivities in Pakistan.

اس کے بعد یہ کہتا ہے کہ I asked Vendy جو یہاں Ambassador تھیں

to extend my personal thanks to President Musharraf and tell him that I would try to minimise the visibility of Indian involvement.

میں repeat کرتا ہوں جناب والا! I would try to minimise the visibility of Indian involvement. یہ ہے جناب والا! وہ صورت حال۔

وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ امریکہ مداخلت کر رہا ہے، حقیقت یہ ہے کہ 27000 Sorties ہماری سرزمین سے افغانستان میں بھیجے ہیں۔ چار bases ہمارے استعمال ہوئے ہیں اور اس کے بعد بھی کیا ہو رہا ہے؟ امریکہ کی افغانستان میں صرف 17 یا 18 ہزار فوج ہے، نیٹو کی 18 یا 20 ہزار ہے کل ملا کے چالیس بنتی ہے۔ ہم نے وزیرستان کے اندر اسی ہزار سے ایک لاکھ اپنے فوجی لگائے ہیں جو ہمارے لوگوں کو مار رہے ہیں۔ Terrorism کے حق میں کوئی نہیں ہے لیکن سوال یہ ہے کہ لوگ کیوں violence پر مجبور ہوئے اور جب تک آپ اس کے اسباب دور نہیں کریں گے تو مسئلہ حل نہں ہوگا۔ یہ فوجی مسئلہ نہیں ہے۔ ہم نے دوستوں کو دشمن بنا لیا ہے اور innocent افراد کو ہم مار رہے ہیں۔ اس کے باوجود بھی امریکہ ہماری sovereignty کو violate کر رہا ہے اور امریکہ کے صدارتی candidates برملا کہہ رہے ہیں کہ ہم direct حملہ کریں گے لیکن یہ نہ بھولئے کہ یہ صدارتی الیکشن نہیں ہے۔ President Bush نے کم از کم تین بار پریس کانفرنس کے اندر اس بات کا اعتراف کرنے سے انکار کیا ہے کہ اگر ہمارے پاس

information ہو تو پاکستان میں مطلوبہ ٹارگٹ پر حملہ نہیں کریں گے ۔ تین بار اس نے اسے ماننے سے انکار کیا ہے ۔ اس کے صاف معنٰی یہ ہیں کہ sitting President بھی بعینہٖ وہی پالیسی اختیار کیے ہوئے ہے، جو inherit کر رہے ہیں ۔ مکہ ، مدینہ کی بات کی ہو گی، لیکن وہ اتنا پاگل بھی نہیں ہے اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ امریکہ میں بلاشبہ مختلف نقطہ ہائے نظر ہیں اور single بات کرنے والے بھی ہیں، امریکہ کی پالیسی پر تنقید کرنے والے بھی ہیں اور آج امریکہ کی یہ پالیسی سب سے زیادہ نامعقول پالیسی ہے ۔ امریکہ میں بھی اور باقی دنیا میں بھی لیکن جناب والا! میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ امریکہ میں Neo Con اور وہ طبقہ جو اس وقت establishment میں اثر رکھتا ہے ۔ بڑی عمدہ کتاب ابھی آئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ American Geography اور دکھایا گیا ہے کہ کس طریقے سے ایک مخصوص مذہبی ذہن ہے، جس نے غلبہ پا لیا ہے اور وہ پالیسی کو dictate کر رہا ہے تو یہی معاملہ اسرائیل کے بارے میں ہے، یہ ہمارے معاملے میں ہے۔

جناب والا! ہمیں اچھی طرح سمجھ جانا چاہیے کہ امریکہ کی دوستی اس کی دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے۔ ہمارے تعلقات بلاشبہ اچھے ہونے چاہئیں لیکن ایجنڈا امریکہ کا نہیں۔ آج ہم امریکہ کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں اور اس کے لیے میں فوری طور پر آپ کو تین مثالیں دینا چاہتا ہوں ۔ پہلی چیز war on terrorism ہے ۔ یہ war on terror نہیں، یہ امریکن terrorism ہے۔ دنیا کی تمام اقوام اور خصوصیت سے مسلمان اور وہ ممالک، پاکستان، ایران، عراق کو تباہ کر دیا ہے، افغانستان تباہ کر دیا ہے۔ Syria اب نشانے پر ہے اور ترکی پر بھی نگاہ ہے، انڈونیشیا، ملیشیا۔ تو یہ war on terrorism نہیں ہے یہ war on اسلام اور مسلم ہے ۔

دوسرا جناب والا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ امریکہ نے پاکستان کو ٹارگٹ بنایا ہے ۔ وہ کہتے یہ ہیں کہ ہماری policy carrot and stick والی ہے لیکن carrot ایک دھوکا ہے ، اصل چیز stick ہے اور اب ستائیس جولائی کو جو قانون پاس کیا گیا ہے، یہ قانون پاکستان کے منہ پر ایک طمانچہ ہے۔ جناب والا! میں نے اس کو لفظ بلفظ پڑھا ہے ۔ اس کا section 1441 deal کرتا ہے افغانستان کے بارے میں، section 1442 پاکستان کے بارے میں اور 1443 سعودی عرب کے بارے میں۔ یہ تین ممالک ہیں جنہوں نے سب سے زیادہ مدد کی ہے، جنہوں نے اپنے

دروازے کھول دیے ہیں، سب سے زیادہ انہی کو ہدف بنایا گیا ہے ۔ میں ان کو چھوڑتا ہوں، صرف پاکستان کی بات کرتا ہوں۔ خیال کیجیے کہ پاکستان میں کس کس چیز پر امریکہ کی مداخلت ہے۔ وزیر صاحب کہتے ہیں کہ Under-Secretary آتا ہے اورمشورہ دیتا ہے لیکن یہ نہیں سوچتے۔ میری نگاہ میں اپوزیشن اور گورنمنٹ ، دونوں کو ان سے نہیں ملنا چاہیے لیکن کس سے ملنا چاہیے؟ جو ان کا ہم مزاج ہو لیکن کیا ستم ظریفی ہے کہ Assistant Secretary آتا ہے اور کس سے بات کرتا ہے؟ Foreign Office میں جو اس کے متبادل، مساوی ہے، وہ Director USA ہے۔ اس سے بات نہیں کرتا۔ وہ directly آ کر President سے بات کرتا ہے اور courtesy کے طور پر Prime Minister سے مل لیتا ہے ۔ یہ ہے اصل چیز ۔ آپ نے ان کو اپنا Viceroy حکمران بنایا ہے ۔ اگر ہمارا President ان سے ملے گا تو پھر وہ یہی اقدام کریں گے ۔ آپ یہ دیکھیں کہ انہوں نے اس میں کن کن معاملات کو رکھا ہے۔

جناب چیئرمین، وقت کا ذرا خیال رکھیے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، جی ضرور رکھوں گا ۔ میں یہی کہہ رہا ہوں ۔ سب سے پہلی چیز وہی nuclear technology ۔ جناب والا! میرے پاس documents ہیں جن میں ان پورے پانچ سالوں میں، خاص طور پر پچھلے مہینے think tanks سرکاری نمائندوں نے یہ بات کہی ہے کہ ہم پاکستان کی nuclear assets کی حفاظت کے بارے میں شبہ رکھتے ہیں اور ہمیں کوئی نہ کوئی اقدام کرنا ہو گا ان پر اپنی گرفت کو لانے کے لیے ۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو استعمال کیے گئے ہیں ۔ڈاکٹر قدیر خان کی بات انہوں نے بھی کی ہے ۔ ڈاکٹر قدیر خان پر کوئی جرم ثابت نہیں ہے اور اگر کسی انسان پر جرم ثابت نہ ہو تو اس پر بات نہیں کی جا سکتی ۔ جو کچھ اس نے کیا ، اس کا اس نے اعتراف کیا ، وہ کوئی جرم نہیں ہے ۔ اب اس سے آگے میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ امریکہ نے خود کینیڈا، انگلستان، فرانس، اسرائیل اور انڈیا ان سب کی nuclear technology and nuclear capability بڑھانے میں ایک role play کیا ہے۔ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ بہرحال اگلی چیز کیا ہے ؛ Especially secular public schools یہ امریکہ کی پالیسی ہے کہ اگر آپ یہاں secular education کو فروغ دیں گے تو ہم آپ کو مدد دیں

گے ورنہ ہم نہیں دیں گے continued presence of Taliban and violent experienced forces through out the country جناب والا! اس عذر کے بعد بھی اس پر الگ گفتگو کرنے کی ضرورت ہے لیکن extremism or moderation جو بھی ہے ' ہمارا مسئلہ ہے۔ اس وقت دنیا میں سب سے بڑا extremist President Bush ہے اور اس کی extremism کی policies ہیں۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ

securing the borders of Pakistan to prevent the movements of militants and terrorists into other countries, effectively dealing with Islamic extremism.

جناب والا! یہ سارے کا سارا internal agenda ہے جس پر کہ وہ interfere کر رہا ہے اور اس پر میں صرف دو مثالیں دے کر آگے بڑھنا چاہتا ہوں۔ لال مسجد کی بات بار بار آئی ہے۔ جناب والا! میرے پاس لال مسجد کے سلسلے میں امریکہ سے یہ رپورٹ موجود ہے جس میں 9th July جس وقت یہ معاہدہ ہونے والا تھا

United States does not want the provision of safe passage to dozens of dangerous militants reportedly holding up in the Lal Masjid and Jamia Hafsa and wants a stern action against them that leads to their arrest.

یہ جو کچھ ہوا کسی کے کہنے پر ہوا۔

دوسری چیز جناب والا! سوات اور فرنٹیئر میں جو فوجیں بھیجی گئی تھیں' یہ ہمارا اپنا علاقہ ہے لیکن US demands deployment of forces in NWFP یہ سولہ جولائی ہے اور اس سے اگلے دن وہاں فوج بھیجی گئی۔ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے ۔ جناب والا! میں ساتھ ہی یہ بھی بتا دوں ' بچی بات یہ ہے کہ دکھ ہوتا ہے ایسی باتیں پیش کرتے ہوئے لیکن ہماری کیا عزت اور وقعت ہے۔ ابھی آپ جرگہ کرکے آ رہے ہیں اور کس طرح آپ بھاگے بھاگے انکار کرنے کے بعد ایک ٹیلی فون پر گئے ہیں۔ کون voil pull کر رہا ہے لیکن "TIME" جو کل ہی آیا ہے اس جرگے کی تفصیلات ہیں پڑھ کر مجھے بڑا دکھ ہوا کہ ہمارے President' ٹھیک ہے ہم جو چاہیں اسے کہہ لیں' اور ہم تنقید کرتے ہیں اور کریں گے لیکن وہ پاکستان کی عزت ہیں' سنیے کہتا ہے

کہ even the cape dog, a white lamb name Musharraf and a much called putative were getting tad of potato یہ عزت ہے آپ کی اور آپ سمجھتے ہیں کہ امریکہ کے ساتھ آپ نے بڑا کارنامہ انجام دے دیا ہے۔

دوسرا وار جو امریکہ نے کیا ہے وہ انڈیا کے ساتھ nuclear agreement ہے۔ India NPT کے خلاف ہے۔ یہ امریکہ کے چار قوانین کے خلاف ہے۔ یہ International Atomic Engergy Authority کے خلاف ہے لیکن ہمارے خلاف discriminatory رویہ اختیار کیا گیا اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے نتیجے کے طور پر انڈیا ایک nuclear power تسلیم کر لیا جائے گا اگر یہ ہو جاتا ہے اور NPT کو sign کیے بغیر اسے وہ مقام مل جائے گا اور آپ non NATO Ally کی باتیں کرتے رہیں گے۔ آپ non NATO Ally نہیں ہیں ' آپ most hated, most sanctioned ally ہیں۔ یہ ساری چیزیں امریکہ کی پالیسی کا صاف رخ ظاہر کرتی ہیں۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی فارن پالیسی review کریں۔

جناب والا! آپ مجھے اجازت دیں کہ اس مرحلے پر میں رچرڈ نکسن کی autobiography کی ایک چیز آپ کو پیش کروں جو فارن پالیسی کے بارے میں اور خاص طور پر امریکہ اور امریکہ کے دوستوں کے سلسلے میں کیا رویہ ہونا چاہیے اور کن خطوط پر انہیں سوچنا چاہیے ایک چشم کشا چیز ہے۔ نکسن نے اپنی کتاب "In the Arena a Memoir of Victory Defeat and Renewal" میں کہتا ہے'

on page 76 "My saddest experience in travelling abroad was the funeral of the Shah of Iran in Cairo in July 1980. No one was sent from Washington to represent the United States at a funeral for leader who had been one of our staunchest and most loyal friends".

جو امریکہ کے loyal ہیں ان کو سمجھ لینا چاہیے۔ کہتا ہے' "I was reminded of a haunting remark, President Ayub Khan of Pakistan made to me in 1964." یہ 1965 کی جنگ سے پہلے کی بات ہے۔ "In commenting on US complicity in assassination of President Diem of South Vietnam," وہ بھی امریکہ کا دوست تھا اور امریکہ نے اس کو ختم کروایا۔

He said that event proved "that it is dangerous to be a friend of the United States; that it pays to be neutral; and that sometimes it helps to be an enemy." It was an observation that again came to mind when I was informed of the mysterious death, in an airplane crash apparently caused by sabotage, of another staunch friend of the United States, President Zia-ul-Haq of Pakistan.

جناب والا! میری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ دوستی ہم دنیا کے تمام ممالک کے ساتھ رکھتے ہیں۔ امریکہ سپر پاور ہے، کوئی اس سے انکار نہیں کر رہا ہے۔ اس سے تعلقات بھی ضرور ہونے چاہئیں، تجارت بھی ضرور ہونی چاہیے لیکن جناب والا! جس طرح اس کے احکامات کی پیروی ہم کر رہے ہیں، جس طرح ہم نے آنکھیں بند کر کے اپنے آپ کو اس کے نام نہاد war on terror میں شریک کر لیا ہے اور جناب والا! آپ کی اطلاع کے لیے عرض کروں کہ برطانیہ امریکہ کا سب سے زیادہ اہم حلیف تھا اس so called war on terrorism میں۔ Gordon Brown نے وزیر اعظم بننے کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ war on terror کے الفاظ استعمال کرنا ترک کر دیے ہیں اور اپنے تمام وزراء کو باقاعدہ ہدایت کی جو برطانیہ کے اخبارات کے اندر جلی حروف میں شائع ہوئی ہیں کہ اسے war on terror نہ کہا جائے۔ اس سے پہلے سپین کا وزیراعظم شکست کھا چکا ہے اور سپین کی نئی حکومت نے اپنی فوجیں واپس بلالیں۔ اٹلی کا وزیراعظم جو حلیف تھا وہ ہار گیا۔ دنیا کی فضا بالکل بدل رہی ہے۔ جناب والا! Current History امریکہ کا top کا پرچہ ہے اس میں جو Global Tenant 2007 پورا اسی پر ہے۔ میں صرف چند جملے آپ کو پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔ وہ کہتا ہے،

"Four years ago, George W. Bush famously identified Iraq, North Korea, and Iran as an 'Axis of Evil arming to threaten the peace of the world.' Today, those who invaded and occupied Iraq without a plan for stabilizing it must share responsibility for its descent into chaos and civil war."

وہ کہتا ہے کہ

"Washington partly to blame because of its preference for bluster and threats over serious engagement with these regimes.

Voters delivered a ringing repudiation of the President in the November congressional elections. But his policies had already diminished America's constitutional strength and moral authority. Instead of building on the spirit of national unity that followed the attacks of September 11, 2001, the White House divided and weakened the country by converting the war on terror into an instrument for instilling fear, bashing opponents, smothering checks and balances and seizing more power for the executive."

وہ کہتا ہے کہ:

"The cost to American values has been high. In the name of a conflict against those who 'hate our freedoms,' the United States has become a country that established secret prisons abroad, that holds suspects indefinitely without judicial review, that threatens journalists with prosecution."

آخر میں وہ کہتا ہے کہ

"The United States has lost prestige and power at a time when the world needs US help to strengthen the capacity of international institutions to address complex and daunting problems, etc."

"Declining US legitimacy and swelling anti-Americanism compound the difficulty, too, of democratic reform, etc.

جناب والا! جس وقت ساری دنیا اس war on terrorism کے کھیل کو سمجھ رہی ہے

ہم آخری دم تک کیوں شریک ہیں۔ ہم اس کی خاطر اپنوں کو مار رہے ہیں۔ ہم اپنے ملک میں دہشت گردی کو فروغ دے رہے ہیں۔ یاد رکھیئے؛ terrorism breeds terrorism, violence breeds violence سیاسی مسائل کا حل سیاسی ہے، اخلاقی ہے، dialogue ہے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔ جناب والا! میں صاف کہنا چاہتا ہوں کہ آج کی debate کا message یہ ہے کہ

نمبرا۔ جنرل پرویز مشرف نے 9/11 کے بعد خاص طور پر جو خارجہ پالیسی اختیار کی وہ ناکام رہی ہے۔ اس نے ہمارے دوستوں کو ہم سے دور کیا ہے اور جو دوست نہ تھے اور نہ ہو سکتے ہیں۔ جن کی دوستی پر اعتبار کرنا بڑی حماقت ہے اور پوری تاریخ کا تجربہ اس کے خلاف ہے ہم نے ان پر اعتماد کر کے اپنے آپ کو کمزور کیا ہے۔ پوری دنیا کی عوام، اس لیے کہ پوری دنیا امریکہ اور اس کے چند حواری نہیں ہے۔ اصل world community وہ ساڑھے چھ بلین انسان ہیں جو امریکی استعمار کے خلاف بغاوت کیے ہوئے ہیں۔ جس کا ذکر شیر افگن صاحب نے بھی کیا اور میں نے اپنی آنکھوں سے وہ مظاہرہ لندن میں دیکھا تھا جب war on Iraq کے خلاف ہوا تھا معلوم ہوتا تھا کہ پورا انگلستان امڈ آیا ہے۔ یہ مسئلہ انگلستان کا نہیں بلکہ پوری دنیا کا ہے۔ جتنے بھی سروے ہوئے ہیں ان میں اس وقت مسلم دنیا میں 92 سے 98 فیصد، یورپ میں 70 سے 80 فیصد اور خود امریکہ میں over 60% لوگ بش کی ان پالیسیوں کے خلاف ہیں۔ لیکن ہم اسی کی دم کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ جناب والا! میرا message یہ ہے کہ اس کو review کیجیے، کوئی confrontation کی بات نہیں کر رہا لیکن خدا کے لیے spirit پیدا کیجیے، renegotiate کیجیے اس چنگل سے نکلیے اپنی قوم پر اعتماد کیجیے۔

دوسری بات یہ ہے جناب والا! کہ جب تک policy making ایک فرد واحد کے ہاتھ سے نکل کر، ہمارے ملک کا بڑا مسئلہ یہ ہے کہ شوریٰ consultation institution, decision making, parliament کی involvement حتیٰ کہ foreign office کی involvement مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے اور میں پوری ذمہ داری سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ کئی مواقع ایسے آئے، جن میں کشمیر کی پالیسی بھی ہے کہ جو اعلان یا جو U turn ان پالیسیوں کے بارے میں لیا گیا foreign office کو اس کی اطلاع اخبارات سے ملی ہے۔ جہاں اس پالیسی کو review کرنے کی

ضرورت وہیں policy making کا process اور جس institutional policy making کی ضرورت ہے اس کے بغیر ملک اس crisis سے نہیں نکل سکتا۔ آج کی گفتگو کا message یہی ہے کہ آئیے یہ ایوان متفقہ طور پر یہ طے کرے کہ امریکہ سے دوستی کے نام پر غلامی کا جو رشتہ ہم نے استوار کیا ہے یہ ہماری آزادی sovereignty ہماری سلامتی' ہمارے مفادات' ہماری جیوگرافی اور ہماری تاریخ کے خلاف ہے ہمیں اس کو review کرنا ہے۔ ہم کسی confrontation کی بات نہیں کر رہے لیکن اس کو بدل کر عزت و احترام اپنے مفادات کے مطابق نہ کہ ہم امریکہ کے مفادات کے لیے چاکری کریں یہ میرا پہلا پیغام ہے۔

دوسرا پیغام یہ ہے کہ ملک میں فارن پالیسی کے بنانے کا جو طریقہ ہے اس کو بدلنا ہے۔ اس میں تحقیق کی ضرورت ہے۔ اس میں فارن آفس کی ضرورت ہے اور سب سے پہلے پارلیمنٹ کی involvement ہے' پارلیمنٹ طے کرے۔ آپ بھارت کو دیکھیے کہ بھارت کے لیے Indo US nuclear deal کتنی اہم ہے لیکن پارلیمنٹ میں آئے۔ آج پارلیمنٹ میں debate ہو رہی ہے۔ ٹھیک ہے پارلیمنٹ جو بھی طے کر دے لیکن پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیے بغیر اس ملک میں کوئی کام نہیں کیا جاتا۔ ہمارے ہاں ہر چیز پارلیمنٹ سے بالا بالا' سارے مشاورتی عمل' ساری ریسرچ پارلیمنٹ سے باہر ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہم دھوکے کھا رہے ہیں۔ جناب والا! کسی نے کہا ہے کہ ٹھوکریں کھا کر تو کہتے ہیں سنبھل جاتے ہیں لوگ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم جوتیاں کھا کر بھی سنبھلنے کے لیے تیار نہیں۔ خدا کے لیے یہ راستہ بدلیے' فارن پالیسی کی تبدیلی' امریکہ سے تعلقات کو نئی بنیادوں پر استوار کرنا' اپنی آزادی کا تحفظ' اپنی سلامتی کا' اپنے values کا' اپنے interest کا اور اپنے ہمسائے کا اور اس کے ساتھ ساتھ ملک میں پالیسی سازی کے لیے تحقیق' فارن آفس کا کردار' پارلیمنٹ کا کردار' national debate یہ وہ راستہ ہے جس سے ہم اس بحث سے نکل سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ بیس جولائی کے بعد پاکستان میں تبدیلی آ رہی ہے۔ APDM کا قیام اور عوامی تحریک کی جو صورتحال ہے اس میں انشاء اللہ ہم ایک بہتر خارجہ پالیسی' ایک بہتر پاکستان ایک بہتر مستقبل کے ساتھ چلیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جی شکریہ۔ نثار اے میمن۔

Senator Nisar Ahmed Memon: That whether or not the Foreign Policy of Pakistan right from the independence of this country till now has been made, taking into account the interest of the country and the aspirations of the people or not. I beg to differ with any of the speakers who have earlier spoken if they were to imply that all the Foreign Policy pursuits in the various governments of Pakistan are not in keeping with the interest of Pakistan. In fact, it defies a very logic that the Foreign Policy of any country is always dictated by the national interest, may it be Pakistan or may it be the United States. I think we must understand that all the governments have been pursuing different policies but in the interest of the country. I will only refer to the 50s where Pakistan pursued a western course as against the communist course. This was very much a thought reflection of the people of Pakistan who made this country in the name of Islam. Obviously it would be in contravention to the genesis of Pakistan if any government of the time were to proceed and work in coalition with the communist countries. In fact, the fact that Liaquat Ali Khan proceeded to America was not because America as a country but because it represented the democratic norms as against the socialist norms. It represented the laissez faire policy versus the sociolist policy of economy. It represented the freedom of the people versus the subjugation of the masters by the very system that governed those countries that was the way Pakistan went towards the west and we did side and sign the SEATO and the CENTO. Of course the history tells us

the India went the other course but this is also a fact of life that India after all these 55 years have reverted back to where Pakistan started. I only wanted to remind ourselves that Pakistan's Policy has always been the pro-religious, pro-west, pro-democracy and also in the entire policy we also took into account that the sovereignty of Pakistan will not be compromised. I would debate with anyone here that the sovereignty of the country was never compromised. Pakistan's independence was never compromised. Pakistan's national interest was not compromised particularly in the last 8 years that we are talking about. Now let me talk about, the Foreign Policy must take into account the security of the country both within and outside it must take into account the defence of the country. Is it not the fact that Pakistan with all the freindships that we had with the United States, we left the SEATO and CENTO in all the adverse times but Pakistan now went ahead when the time came India detonated the atomic test. Pakistan went on as a sovereign state to test the same bomb. We went through the sanctions the economic sanctions the worst in the history of the country but we stood the ground and those sanctions were subsequently lifted inspite of the fact that Pakistan continues to test its missiles, Pakistan continues to strengthen its defence system both conventional and the nuclear. Now if Pakistan had compromised on its defence, on its security, in its foreign Policy, I think the first victim would have been all those tests that we have recently seen in the 7/8 years, the missiles tests, with the capability to carry even a nuclear power would not have been there. Is this not sufficient ground to

indicate to the world that Pakistan, this government of Pakistan, President Musharraf's Government for the last 8 years have followed a policy of the security and the defence of the country. Is it not also a fact that when there were sanctions on us we diversified our dependence on the conventional weapons which hitherto have been in the United States, in the French, in the Italian, on the British we diversified it and the fact today that we have in our arsenal in terms of the aircrafts, we are not dependent only on the F-16. We have now JF-17 which we have co-developed with China. We have in our arsenal also not only the sub-marines which come from United States or from our friendly country, the French country where the sub-marines have come in earlier but now we also have the Chinese sub-marines.

They are going to be co-produced, in fact, three are going to be produced in China and one here. Is it not a fact that tanks of Pakistan have been produced in HIC and all of these weapons in Kamra and other things. I think Pakistan as a sovereign state has taken a policy, foreign policy which supports the country's defence and Pakistan's security. Now we talk about the security of the country then I think we also have taken very correct decision, the entire world, the entire Pakistan at that time and even now, politcal differences apart, have always recognized that Pakistan when it came to 9/11 to fight the war on terror, we took a right decision.

Don't we know that India, we are comparing India and the nuclear deal with America, at that time was offering to the United States from

across the borders any support that was needed. Do we realize what could have been the impact on Pakistan's security in the defence and the national interest. Had President General Musharraf not accepted to agree to the war on terror not only in terms of United States but also they defend the free world but more than that to defend Pakistan. I think the time has come to put the facts straight and not to talk about the national interest of the America or the other country but talk about Pakistan's national interest. I think all decisions that have been taken in our foreign policy, I am sure I can see the Foreign Minister of Pakistan here he will be giving us far more of details than I would like to share right now because he is qualified to do it.

He has lived those five years defending Pakistan on every national and international forum. Is it not the fact that Pakistan in terms of the bilateral relations once eye ball to eye ball in 2002 with India, have moved to, talking with India and now we have the television cameras sitting together Pakistanis and Indians discussing the past and what the future is a stroke for us? Where is the enmity gone? Is it not a successful foreign policy to engage India and accept it, India which never accepted and said *"Kashmir atot ang hay"*. Now India is discussing all issues including that of the Kashmir? Is this not the successful foreign policy? Then what is successful foreign policy. One would like to be briefed about it because just to use the emotional words and to quote from the American papers of their national interest is not what can be convincing argument for anyone sitting in Pakistan to open the, to say the Pakistan

Government that it has not pursued the foreign policy which is independent.

In fact Pakistan's protection lies in pursuing a policy which recognizes the force and the various forces around the world, Pakistan in bilaterial relations have improved relations with India. Pakistan's bilateral relations have improved significantly, the relation with China inspite of the fact that there has been attacks on the Chinese nationals which we have condemned , the Pakistan Government have condemned and yet the relations continue to be there as strong as there have been in the past. Is it not the fact that today we have all the relationship, bilateral relations with United States which are perhaps the best at any point in time in our history. Is it not a fact that the regional alliances like SAARC are active? Is it not a fact that today OIC, Pakistan is very active member of it and Pakistan is contributing not only to the security of Pakistan but in terms of peace keeping forces of the United Nations.

I think, let me. just say that the Pakistan's Foreign Policy reflects the aspirations of the people of Pakistan which is well represented by the elected representatives.

Now is this foreign policy made? It was alluded that it was made in the *Aiwan-e-Saddar*, I think that is not true because the fact is that the policies are made in the Foreign Office of Pakistan. Is that not a fact that the Parliament was briefed? Is it not a fact that the Foreign Affairs Committee couple of times, not two I remember three times the Foreign Minister himself has come and taken into accout the Foreign Affairs

Committe which is of this House and briefed and discussed openly. Is it not a fact that we also have number of think tanks? Institute of Stretagic Studies, Institute of Regional Studies and many such institutes which are debating and all of these are also linked up with the Foreign Office and that is how the Foreign Office is there. Is it not the fact that today all this is in the interests of Pakistan, Pakistan is very important member of ECO, Pakistan has an observer status of ECO. Is it not a fact that we are now align with the AASIAN? Is it not a fact that we activated SAARC to the extent that China is joining in. Now as going to be, I hope, one day the member while being the observer now. So, I think Pakistan's foreign policy has been what it should be and it is taken into account the Parliamentarians of this country.

Now talking about the US relationship. Of course the US relationship have had difficulties too but the fact remained the same. Obama might say what he wants to say but you also saw what the Hellary Clinton has to say and we also saw what the responses of the Foreign Minister were there. If he was not there the Foreign Minister now I would have quoted from that but I will leave it to him to state the same thing which he has done that there has been condemnation, in fact there has been retrival of the positions of the United States government and I must take the House into confidence that on the invitation of the Congress Armed Services Committee members, four of them when they were visiting Afghanistan, they wanted to meet the Defence Committee of the Senate. When we met them, at that time these Obama and the statements were

being made and we brought this and they had to explain this and I think we understand that this is a very high stress period for United States. It is a US election year but they must take into account that Pakistan's sovereignty is important and this can never be compromised. We have not compromised on the nuclear. We have a command and control system in place. I think we must not give any impression to the outside world, not to the people of Pakistan that Pakistan foreign policy is not based on the national interests. It is certainly based on the national interests. In fact, if we look at the fact that we worked together with United States not now but in terms of *Mujahidin*, in terms of earlier times and also they remember the time when the China's route was opened for United States through Pakistan but I think as a reminder to the Americans we must say that be careful. Friends we are, friends we have been but we will not accept anything which brings into compromise national interest or sovereignty of the country and when it came to Americans wanting us to send the forces of Pakistan to Iraq, this was the Senate which passed the resolution and a unanimous resolution saying that the government of Pakistan should not send the forces to Iraq unless they have a blue helmet. So, this is the sovereignty of the foreign policy. It is the sovereignty of the country which has never been compromised. Neither by this Senate or the Parliament nor I would say any of the earlier ones because it were the earlier governments which conceived the nuclear programme, the other government tested the programme and now the President Musharraf's government has protected it by command and control system in place. I

would say that Americans realize this and therefore, their administration has been meeting and of course they have been making statement which I leave to the Foreign Minister. At the end I will only say that I would like tovery strongly recommend that Foreign Minister must make a yearly foreign policy statement in this august House. While he is being meeting the committees if every year he makes that then I think some of the members of this House will remember that and there will be a debate and there will be a closing and they will feel part of it. So, I think that is one recommendation I make. The other one is, that let us not only blame the Americans or the European Union or any of the other countries who today may not be supporting some of the things, we want to do of the country's programme. I think we must recognize that somewhere the communication must by faulty, somewhere we must have not communicated........

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

Thank you Mr. Chairman, I will just take one minute to wind up my statement and I would like the Foreign Minister of Pakistan to lend an ear, to the recommendations that I will make.

Mr. Chairman: Kasuri sahib, Memon sahib wants to make some recommendations for your kind consideration.

Senator Nisar Ahmed Memon: My recommendations in closing Mr. Chairman is, that Foreign Minister who has been very ably leading the Pakistan's foreign policy and representing Pakistan on national, international and regional alliances, he should make, at the

beginning of every parliamentary year in Senate, which happens to be in March next year, should make a foreign policy statement here. We do hope with the successful elections that we will have, he will perhaps be back *InshaAllah*, as the Foreign Minister of the country if not anything else. I think after that statement of his, here the debate could take place then some of the friends who may forget that foreign policy was not made here, will remember.

No. 2. We should increase the level of contact of the parliamentary committees with the outside, in terms of United States, in terms of European Union, in terms of China and in terms of India to say the least. I think to this, I will say that the Parliamentary Cogressional Committee on armrs that came here, have invited the Senate Committee on Defence and we have accepted in principle awaiting their formal invitation and your formal approval of this during the year. I think, instead of condemning Obama or any other U.S candidate, invite him to Pakistan and just like we have been into the territory of the frontier, take them there, assuring them that the writ of the government is there and they will be safely home to contest their election. To come and see what kind of terrain are we talking about. We are not talking about the 36th Avenue of the New York, we are talking about the agencies and we are talking about Khyber Agency, Waziristan and so on and so forth. We should take them there and also to show them what kind of a force we have deployed and what kind of briefing should be given to them what efforts we have taken.

Lastly, I think, we must bring U. S. media to Pakistan to interact with the media of Pakistan and to also take them to show the reality, just like we have been doing that in terms of the Pakistan's Indian borders in Kashmir and other places and the whole policy now has successfully turned in favour of Pakistan. Therefore, I am quite optimistic Mr. Chairman, that with these efforts and the continued efforts of the President of Pakistan in directing personally the foreign policy and the Foreign Minister successfully implementing it and his own initiatives and his own status that he enjoys, I am sure the Pakistan's interest will continue to be safeguarded. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you Mr. Azam Swati, Swati sahib, one second.

Senator Syed Dilawar Abbas: Correcting my friend Senator Nisar Memon said that we are getting sub-marines from China, these are not the sub-marines, these are the frigates. So, I just wanted to correct on his behalf that 3 frigates are being made in Pakistan, one in China. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you Dilawar sahib. Mr. Muhammad Azam Khan Swati.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Mr. Chairman! after long comprehensive and very pertinent speeches on both sides of the aisle, I would like to be very brief so none of my colleagues, either misses his prayer or the lunch.

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr. Chairman! the rise and the fall of a nation depend upon the external and the internal policies of that country alongwith a committed leadership that navigate that country in light of its policies towards its destination. When I look at Pakistan, I ask myself if our external policies and internal policies are integrated, intertwined and cohesive to represent the will and the aspiration of the people of Pakistan. Mr. Chairman! also while living in a federation we must adhear to the voices of our provinces which always depend upon their languages, their traditions, their heritages, their regional and local priorities. On these tests, I can assure you that Pakistan's policies internal and external are nothing but a failure. I don't want to devolve what happened in 1947, what happened in 1965 and what happened in 1971 when integral part of my country was broken and shameful retreat in Kargal. I just want to say that in last 6o years, 33 years or more we have been subjected under a military *junta* and what military *junta* has produced, it has produced elite of generals. Mr. Chairman! they are so powerful, economically, financially and politically that they are basically navigating our external and internal policy and have basically become the captain of our ship in all walks of life. In every institution this elite class is ruling my great country Pakistan. Unfortunately, steering Pakistan through this mercury water, it needs foresight, fortitude, wisdom which this elite class does not have. Their passion is not service but to accomulate more money, more wealth, high ranking job and through manipulation they rule my country. Mr. Chairman! after detailed statement

of so many of colleagues including Professor Khurshid Ahmad, there are two important components which Pakistan Foreign Policy shouldhave taken into account, one is our territorial borders on the east India andon the west Afghanistan. I am also taking into granted our relationship with Iran and China. Are they safe to make it a viable good policy? I cannot say those borders are safe. Why? Because, allow me to say that our Foreign Policy are based upon a conspiracy hatched by three nexus of evil, Bush, Blair and Musharraf. One *Insha Allah Taala*, is gone and two are on the way to go. Mr. Chairman! it is the product of that nexus of evil that we have more than one hundred thousand of our troops fighting with our own people. Buffer zone of Tribal belt is no more buffer zone, it is not peaceful and now that fight has already entered in Taank, Bannu, Swat, D.I. Khan and even the Capital of Pakistan, Islamabad. It is the by-product of the consequences of those internal and external policies which now we are reaping.

Mr. Chairman! Bush's contempt of international law is obvious but what happened to our General? Why he is killing the innocent people of Pakistan?. Why he has waged this war against his own country the people and the citizens of his own country? Because of our failed policy, I just want to quote the Russian President Puttin recently said, let me quote " Local and regional war did not get fever, the number of people who died did not get less but increased significanty, the United States had gone from one conflict to another whithout achieving a full- fledged solution to anyone of them and then what the leader of vision *Mahatir*

Muhammad says let me quote " That madness of this nexus will only stop when the body bags will start going to their respective countries". Mr. Chairman! the greatness of our policy does not rest that we are the nuclear power. The greatness of our foreign policy does not rest that we are the friend of the United States and the greatness of our foreign policy does not rest that we have bunch of Corp Commanders. It rests on the will of the people, democracy, institutions, greatness of our mind and the heart of the people, this makes the greatness of our policy which we don't have today. Unfortunately, our foreign policy, based on fear, suspicion, mistrust, prejudice, discrimination and no respect for their own citizens or the citizens of any other country including Afghanistan. I see this dream is drifting away from us rather than making Pakistan a prosperous, a sovereign country, this is drifting away, completely away from us, this is the by-product of our foreign policy. This policy is completely failed because just by self projection, self publicity we cannot make this policy successful one. This is a failed policy because we are shedding the blood of our own people for Bush and India is reaping whatever they need. U.S.A. has already lifted 30 years ban on civil nuclear capability. On 12th April, 2004, very important day when the Press Secretary of Bush says India is our strategic partner, we are in complete agreement to have a missile Defence System. This is what we have achieved in return for our blood. Our sacrifies have for-gotten. We have sacrified a lot in these 60 years for USA.

They have completely forgotten what we did, in U-2 Mission,

Somalia , Mogadesho , operation Desert Storm and fight against Russia which was one of our biggest mistakes. It is a failed policy because they have unleashed their foot soldier Mr. Musharraf to kill his own people and make the situation so worse that the citizens of Pakistan would come and fight the security Forces of their own country. It is a failed policy because Mr. Musharraf has gone so far and is humiliating, disrespecting his own institution I can tell you Mr. Chairman! that I have seen with my own eyes , words written on our country's cantonment walls *"Chor Commander, Chor Commander."* This is what Musharraf has given to my great country and to the institution of the armed forces. It is a failed policy that our trusted verified ally , Chinese in Pakistan are now being quarantined. They are living in fear and siege This is a policy that we have adopted and by the way Bush does not want to deal this situation on state to state level. He is more comfortable in meeting and making a deal with his friend Gen. Musharraf.

جناب چیئرمین! مجھے وہ وقت یاد ہے صبح کے دو بج رہے تھے جب ہم نے اپنی عدلیہ کی آزادی کے لئے جنگ شروع کی ۔ ایبٹ آباد کے جلسے میں جناب اعتزاز احسن کے وہ الفاظ میرے دل پر رقم ہیں، جب انہوں نے وہاں کے ہجوم کو دیکھنے کے بعد یہ کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آج میرے ملک کے عوام آزاد ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آج میرے ملک کے وکلاء آزاد ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں آج میرے ملک کے سیاسی کارکن آزاد ہیں ۔ اب میں نے صرف یہ دیکھنا ہے کہ کیا ججز بھی آزاد ہونا چاہتے ہیں یا نہیں ؟

اللہ کا کرشمہ کہ میرے پروردگار نے ۲۰ جولائی ۲۰۰۷ء کو اس ملک کے ججوں کو بھی آزاد کردیا۔ اب اعظم سواتی جناب چیئرمین آپ کی وساطت سے اپنے اس ایوان کے بہن اور بھائیوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ کیا ہم بھی اُس ڈکٹیٹرشپ کا طوق اپنی گردنوں سے نکال کر ، اس پارلیمنٹ

ہاؤس سے باہر پھینکنے کے لئے تیار ہیں یا نہیں ؛ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: بھنڈر صاحب ۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب چیئرمین! آج کا موضوع اور آج کی یہ بحث خارجہ پالیسی پاکستان سے متعلق ہے اور اس میں خاص طور پر اس resolution میں یا اس قرار داد میں تین چیزیں جو ہیں وہ ذکر کی گئی ہیں۔ Foreign Policy, with particular reference to the statements of USA Presidential candidate.

سب سے پہلی چیز یہ ہے اور اس کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے کہ جب یہ statement آئی تھی تو ہمارا reaction کیا تھا۔ پاکستان کا reaction کیا تھا۔ پاکستان کے دفترخارجہ کا reaction کیا تھا۔ پاکستان کی حکومت کا reaction کیا تھا اور وہ reaction یہی تھا کہ یہ statement دی گئی تھی اور وہ reaction یہی تھا کہ یہ statement جب بھی گئی تھی اسے condemn کیا گیا تھا اور بھرپور الفاظ میں condemn کیا گیا تھا۔ ہمارا اس وقت بھی موقف یہ تھا اور ہمارا آج بھی موقف یہ ہے اور ساری قوم کا موقف یہ ہے کہ یہ statement جو ہے یہ غلط ہے۔ یہ statement پاکستان کے خلاف الزام تراشی ہے۔ یہ statement نازیبا ہے۔ یہ statement تمام international قوانین کے منافی ہے۔ ہم اس کو condemn کرتے ہیں اور ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور آج تک مذمت کرتے آئے ہیں اور مذمت کرتے رہیں گے۔ اس لئے جہاں تک اس معاملے کا تعلق ہے میں اس میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کا واضح موقف موجود ہے۔

دوسرا معاملہ USA Civil Nuclear Treaty with India اس کے متعلق بھی میں یہ عرض کروں کہ ہاں یہ کیا گیا ہے اور یہ پاکستان کے مفاد کے منافی ہے۔ ہمارا موقف پہلے دن سے یہ ہے کہ یہ treaty ایسے نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ اس ریجن میں یہ عدم استحکام پیدا کرے گا۔ ہماری حکومت کا موقف بھی یہ ہے، ہماری وزارت خارجہ کا موقف یہ ہے کہ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ بہت سے معاملات ایسے ہیں۔ دنیا کی politics جناب والا! ہم نے دیکھا اور

ہمارے ملک نے دیکھا کہ سب چیزیں ایک جیسی نہیں چلتیں۔ ہر ملک اپنی خارجہ پالیسی' اپنے مفادات کے تحت بہت سی چیزیں کرتا ہے جو دوسرے ممالک کے خلاف ہوتی ہیں۔ اس کو بھی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ پاکستان کے مفاد کے خلاف ہے۔ یہ treaty نہیں ہونا چاہیے تھا اور اس treaty کو صرف یہ قرار دے دینا کہ ہندوستان نے صرف اپنے جوہری اختیارات بڑھانے کے لئے کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کے مفاد کے خلاف ہے اور پاکستان اس پر agitate کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا اور پاکستان کا یہ موقف کہ اگر آپ نے ہندوستان کو جوہری امداد دینے کا وعدہ کیا ہے تو اس کے ساتھ ہی ساتھ اگر اس ریجن میں امن اور آشتی ہم چاہتے ہیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہی سہولیات اور وہی رعایات پاکستان کو بھی دی جائیں۔ اس کے متعلق بھی میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کا موقف جو ہے وہ واضح ہے اور وزارت خارجہ نے اس کے متعلق جو اپنا قدم اٹھایا ہے وہ یہی ہے کہ اس nuclear power کو ہندوستان کو دینے اور اس کو یہ آسائش مہیا کرنے سے اس ریجن کا balance ختم ہوگا اور پاکستان اس کو condemn کرتا ہے اور پاکستان یہ مطالبہ کرتا ہے کہ یہ رعایات اور یہ ساری چیزیں پاکستان کو بھی ملنی چاہییں۔ پاکستان کو میرا خیال ہے کہ کہ امن و امان کے لئے بھی' امن و آشتی کے لئے بھی یہ چیزیں ہندوستان سے زیادہ مطلوب ہیں۔ اس لئے اس معاملے کو بھی میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی اس معاملہ میں درست اور صحیح لائن پر جا رہی ہے۔

تیسری چیز' threat of military intervention in Pakistan. جناب والا! یہ threat جو ہے یا یہ چیز جو ہے اس کے متعلق بھی ہمارا موقف بڑا واضح ہے اور پہلے دن سے جب یہ threats آنا شروع ہوئیں۔ جب اس کے متعلق اظہار ہوا اور جب سے یہ چیز آئی ہے کہ وہ attack کریں گے اور کر سکتے ہیں تو پاکستان کا موقف یہی تھا اور پاکستان کا stand یہی تھا کہ اگر کسی نے ہماری حدود کی خلاف ورزی کی تو ہم انشاء اللہ اس کا بھرپور جواب دیں گے۔ صدر مملکت سے لے کر وزیر خارجہ تک سب نے اس کو condemn کیا اور خبردار کیا کہ جو طاقت بھی خواہ کتنی بڑی طاقت ہو' اگر یہ جرات کرے گی تو ہم انشاء اللہ بالکل خاموش نہیں بیٹھیں گے۔ ہماری صلاحیت موجود ہے کہ ہم اس کو react کریں اور ہم اس کو reverse کریں۔ اور اس بات کے متعلق بھی میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ایسی بات نہیں کہی جا سکتی ہے کہ ہم نے یا

ہماری حکومت نے یا وزارت خارجہ نے اس کے متعلق پورا اقدام نہ کیا ہو اور اس کے متعلق اپنے موقف واضح نہ کیا ہو۔ اور پھر جناب والا! اس میں یہ دیا گیا ہے کہ Pakistan roles against terorrism as front line state. جناب! پہلے دن سے ہمارا موقف independent ہے کسی ملک کے تابع نہیں، کسی ملک کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے نہیں، ہمارا موقف independent موقف ہے کہ ہم دہشت گردی کے خلاف ہیں اور دہشت گردی کے خلاف رہیں گے اور اس دہشت گردی سے جتنا نقصان پاکستان کو ہوا ہے، میں نہیں سمجھتا کہ کسی اور ملک کو ہوا ہو گا۔ دہشت گردی نے ہماری economic position کو down کیا ہے۔ دہشت گردی نے ہمارے law and order کی situation کو خراب کیا ہے۔ اس وقت پاکستان دہشت گردی کی زد میں ہے اور اس دہشت گردی کو ہمیں دیکھنا ہو گا کہ ہم کیسے اس کو روک سکتے ہیں۔ پوری efforts اس ضمن میں کی جا رہی ہیں لیکن اس بات کو بھی نہیں بھلایا جا سکتا کہ صرف پاکستان نہیں بلکہ دنیا میں تمام ممالک میں دہشت گردی کا دور دورہ ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ اس کی وجوہات کیا ساری دنیا کے لیے universal ہیں یا ہر region کے لیے الگ الگ ہیں لیکن جب ساری دنیا کے ممالک اس دہشت گردی میں پھنسے ہوئے ہیں اور پاکستان بھی اس کا شکار ہے، اس دہشت گردی کا علاج جتنا بھی ممکن ہے، جس قدر بھی ممکن ہے، وہ ہو رہا ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ دہشت گردی کسی regime کی وجہ سے ہے۔ یہ بات نہیں کہ یہ کسی حکومت کی وجہ سے ہے بلکہ دہشت گردی کا جو ایک trend چلا ہے یا ایک جو رجحان چلا ہے یہ اس رجحان کی وجہ سے ہے۔ اس کے قلع قمع کے لیے جو بھی اقدامات اٹھائے جانے چاہییں ہم اس کے حق میں ہیں اور دہشت گردی کے خلاف جس طرح صدر مملکت نے کہا اور جیسے یہ حکومت کہہ رہی ہے، حکومت کی جنگ جاری ہے اور یہ حکومت اور یہ ہماری پارٹی دہشت گردی کے خلاف ہے، خلاف رہی ہے اور خلاف رہے گی، اللہ کرے کہ یہ امن و امان قائم ہو اور اس دہشت گردی سے ہمیں نجات ملے اور دہشت گردی کم از کم اس ملک میں ختم ہو۔ یہاں یہ نکات اس resolution کے تھے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری خارجہ پالیسی ان تمام امور پر بالکل متعلق ہے کہ یہ دہشت گردی ختم ہو اور دوسرے نکات پر بھی بالکل ہم آہنگ ہے اور صحیح سمت میں چل رہی ہے لیکن جناب والا! میں اس کے ساتھ ساتھ یہ عرض کروں کہ ہمارا ٹائم limited ہے اور پاکستان کی خارجہ پالیسی کو محیط کرنا یا اس

کو discuss کرنے کے لیے ایک بہت بڑا وقت درکار ہے۔ ہمارے لیے شاید اتنا time ہے جتنا کہ leaders of the different parties کا ہے لیکن جو ہمیں مختصر سا ٹائم دیا گیا ہے میں اس میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک کشمیر کا تعلق ہے، کشمیر کے معاملے میں بھی میں سمجھتا ہوں کہ پالیسی کامیاب ہے۔ جس طریقے سے کشمیر کا مسئلہ اس حکومت کے دور میں اجاگر ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے کبھی کشمیر کا مسئلہ اتنی limelight میں نہیں آیا تھا اور ہندوستان جو کشمیر کو اٹوٹ انگ سمجھتا تھا اور اس نے اٹوٹ انگ کا لفظ استعمال کرنا چھوڑ دیا ہے، کبھی کبھی کوئی کوئی ان کا سر پھرا opposition کا member یہ بات کر دیتا ہے لیکن اب وہ اس بات کو ایک مسئلہ سمجھتے ہیں اور مسئلہ سمجھنے لگے ہیں اور کشمیریوں کا مسئلہ، کشمیریوں کی امنگوں اور خیالات کے مطابق حل ہونا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے اس مسئلے میں جتنی پیش رفت کی ہے اتنی شاید پہلی حکومتوں نے نہ محنت کی ہے اور نہ اتنی کامیابی حاصل کی ہے۔ ہمیں اور بھی اس مسئلے میں کوشش کرنی چاہیے اور اللہ کرے کہ وہ دن آئے جب یہ مسئلہ ان کی امنگوں کی مطابق حل ہو اور اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو اس region میں بہت کم اختلافات رہ جاتے ہیں۔ ہندوستان کے ساتھ اس کے بعد شاید اتنے زیادہ اختلافات نہ رہیں۔ اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو یہ دونوں ملکوں کے مفاد میں ہو گا۔ اس لیے ہماری پوری توجہ اس امر کی طرف ہونی چاہیے۔

جناب والا! ہمارے تعلقات ہمارے برادر ملک چین کے ساتھ بہت اچھے رہے ہیں۔ مجھے آج بھی وہ دن یاد ہے کہ جب 1965 کی جنگ میں چین نے پاکستان کی امداد کی تھی اور وہ مدد ہمارے ذہنوں سے بھولی نہیں ہے۔ ہم آج وہ جانتے ہیں کہ کس طرح چین نے پاکستان کی امداد کی تھی، کس طرح انہوں نے ہمارا اس مشکل گھڑی میں ساتھ دیا تھا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے پیش نظر چین کو ہمارے متعلق یا ہمارے ملک کے متعلق یا ہماری پالیسی کے متعلق کوئی گلہ نہیں ہونا چاہیے۔ افسوس کی بات ہے کہ چینی انجینئر جو یہاں آتے ہیں وہ یہاں قتل ہوتے ہیں، وہ دہشت گردی کا شکار ہوتے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا ہوگا، ہمیں نہ صرف ان کو تحفظ دینا ہوگا بلکہ اپنے تمام تر سابقہ تعلقات کی بنا پر اور موجودہ تعلقات کی بنا پر ایک اچھا ہمسایہ ہونے کی بنا پر، ایک اچھا دوست ہونے کی بنا پر ہمیں اپنے تعلقات کو فروغ بھی دینا ہوگا اور یہ دیکھنا ہوگا کہ ان

کو کسی قسم کا گلہ نہ ہو۔ تھوڑا سا احساس یہ ہے پاکستان کے اندر کہ شاید چین کو وہ اعتماد یا وہ trust اب حاصل نہیں ہے پاکستان کی طرف سے تو میں یہ استدعا کروں گا کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی میں کوئی بھی اگر عدم اعتماد کی فضا چین کے متعلق ہے تو وہ دور ہونی چاہیے، ہمیں شکوک و شبہات دور کرنے چاہئیں۔ چین ہمارا ایک بڑا با اعتماد دوست ہے۔ ہر مشکل وقت میں ہمارے کام آیا ہے اور ہماری پالیسی کا رخ اس طرف ہونا چاہیے کہ ہم چین کو کسی قسم کا کوئی گلہ نہ رہنے دیں۔

جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ افغانستان ہمارا ہمسایہ ملک ہے، ہمارا برادر ملک ہے، ایران ہمارا برادر ملک ہے دونوں مسلمان ممالک ہیں۔ ہمارا تعلق یا رشتہ سیاسی ہونے کے علاوہ، ہمسایہ ہونے کے علاوہ ایک اپنا ہمارا مذہبی اور برادرانہ رشتہ بھی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ افغانستان پھلے پھولے۔ ہم چاہتے ہیں کہ افغانستان میں ترقی ہو، ہم چاہتے ہیں کہ افغانستان میں مستحکم حکومت قائم ہو اور اس کے لیے ہر طرح سے حکومت کوشش کر بھی رہی ہے، جرگے بھی ہو رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ ان کے ساتھ ہمارے تعلقات بہتر ہوں لیکن جناب والا! یہ infilteration ادھر سے ادھر کی یہ ختم ہونی چاہیے، infilteration کو ختم کرنے کے لیے باڑ لگانے کا ایک پروگرام بنا تھا میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی نقصان ہے۔ اس کو implement ہونا چاہیے۔ اس لیے ایک دوسرے ملک کے معاملات میں مداخلت جس طرح بھی ختم ہو سکتی ہو ہمیں مداخلت ختم کرنی چاہیے اور برادرانہ اور مساویانہ سلوک کرنا چاہیے۔

ایران ہمارا پڑوسی ملک ہے، مسلمان ہے۔ ایران کے متعلق جناب والا! آج ہم نے پڑھا کہ ان کے جو آدمی! دہشت گرد گرفتار کر کے پاکستان میں لے آئے تھے وہ آج release ہوئے ہیں، بہت اچھا ہوا۔ میں commend کرتا ہوں Sir ان efforts کو جو کی گئی ہیں اور یہی چیزیں ہیں جو ہمارے تعلقات استوار کرنے کے لیے اور ہمارے جاری تعلقات کو بہتر کرنے کے لیے ہوتی ہیں۔ ایران کے ساتھ ہمارے برادرانہ تعلقات ہیں۔ ہم جناب والا! ایک international conference میں گئے تھے جو بالی میں ہوئی تھی تو ہم دیکھتے تھے کہ جو ایران کے ہمارے دوست یا parliamentary delegations آئے ہوئے تھے ان parliamentary delegations کا پاکستان کے متعلق ایک special اور خاص لگاؤ تھا۔ بنگلہ دیش کا Sir میں یہ عرض کروں کہ ایک

خاص لگاؤ تھا۔ بنگلہ دیش کے speaker چلے گئے تو بنگلہ دیش کے سپیکر صاحب نے تمام ممالک کے بعد جو South Asia کے leader تھے انہوں نے adjust کرنا تھا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ ہماری طرف سے پاکستان شکریہ ادا کرے۔

جناب والا! ان تعلقات کی نوعیت قائم رہنی چاہیے، قائم ہونی چاہیے اور یہ ہمارے ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعلقات جس طرح بھی استوار ہوں اس طرح سے استوار ہونے چاہئیں۔ میں یہ بھی عرض کرتا چلا جاؤں کہ OIC کے متعلق ہمارے صدر مملکت بے حد کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو زیادہ فعال بنایا جائے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم ممالک کی تنظیم ہو اور مسلم ممالک کی تعداد مسلمانوں کی تعداد ساری دنیا میں جس قدر بھی ہے جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اتنی موثر اور اتنی effective نہیں ہے۔ پاکستان گو role play کر رہا ہے لیکن پاکستان کو اور زیادہ role play کرنا چاہیے اور اس کو زیادہ effective بنانا چاہیے۔ اس کو ایسی طاقت بننا چاہیے جس طاقت کا احساس نہ صرف مغربی ممالک کو ہو، نہ صرف امریکہ کو ہو، نہ صرف اور دنیا کو ہو بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ OIC it should become the super power. کو super power بننا چاہیے اور یہ تبھی بن سکتا ہے جب ہم آپس میں اتحاد کریں، جب ہم ایک ہو کر چلیں، جب ہم میں unity ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان اس میں جو role play کر رہا ہے، وہ درست role ہے۔ اس کو اور زیادہ موثر کرنا چاہیے اور اس کو اور زیادہ آگے بڑھنا چاہیے، تاکہ ہماری OIC زیادہ موثر ہو سکے۔

جناب والا! یورپی یونین کی طرف سے اکثر اوقات پاکستان کے معاملات میں مداخلت ہوتی ہے۔ ہم نے کبھی کوئی resolution پاس نہیں کیا فرانس کے متعلق۔ ہم نے کبھی جرمنی کے متعلق کوئی بات نہیں کہی۔ ہم نے ہالینڈ کے متعلق کوئی بات نہیں کہی۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہم دوسرے ممالک کے معاملات میں دخل اندازی کریں، ہم دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات میں یہ بات کہیں، ہم ان کے الیکشن کے متعلق کوئی بات کریں، ہم ان کے President کے متعلق کوئی بات کریں، لیکن unfortunate ہے کہ وہ ہمارے معاملات میں دخل اندازی کرتے ہیں۔ میں یہ توقع کرتا ہوں کہ اس معاملے میں بھی اپنی خارجہ پالیسی میں ہماری efforts یہ ہونی چاہئیں کہ ان کو ہمارے معاملات میں دخل اندازی کرنے کا موقع نہ دیا جائے

اور وہ ہمارے معاملات میں دخل اندازی نہ کریں۔

جناب والا ! چند ایک تجاویز ہیں خارجہ پالیسی کو کامیاب بنانے کے لیے میں اس تجویز کی تائید کرتا ہوں جو میمن صاحب نے دی تھی کہ عوامی نمائندگان پر مشتمل delegations زیادہ سے زیادہ باہر جانے چاہئیں تاکہ وہ interaction کریں ۔ سینیٹر جائیں گے تو سینیٹر سے interaction کریں گے ۔ جناب والا! یہاں سے کوئی سیکرٹری جائے گا تو سیکرٹری سے interaction کرے گا ۔ ہمارے عوامی نمائندوں کا interaction ضروری ہے ۔ اس interaction سے صحیح طور پر پالیسی کو project کیا جا سکتا ہے ۔ صحیح طور پر پاکستان کو project کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے ہمیں پارلیمینٹیرینز کے زیادہ وفود، میں یہ نہیں کہتا کہ exclusive parliamentarians کے ہوں، وہ لوگ جو ٹیکنیکل ہیں، وہ لوگ جو زیادہ اچھا role play کر سکتے ہیں، ان ساروں کے delegations ہمیں باہر بھیجنے چاہئیں۔ اپنی foreign policy کو project کرنا چاہیے ۔ جناب جب بھی آپ کبھی International Conferences میں گئے ہوں گے، پاکستان کی خارجہ پالیسی کے متعلق بہت کم لوگوں کو پتہ ہے ۔پاکستان کے problems کے متعلق بہت کم نمائندگان کو وہاں پتہ ہوتا ہے، اس لئے کہ ہماری projection اس level پر international level پر ، ہمارے اپنے نمائندگان کی طرف سے بہت کم ہے۔ ہر ملک میں ہمارے دفاتر خارجہ موجود ہیں لیکن اس کے باوجود ہماری خارجہ پالیسی کی projection وہ نہیں ہے جو کہ ہونی چاہیے اور اس کے لیے ہمیں کوشش یہ کرنا ہو گی کہ زیادہ سے زیادہ وفود باہر بھیجے جائیں۔

کمرشل اتاشیوں کے متعلق جناب، عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ بھی ہماری خارجہ پالیسی کا حصہ ہیں۔ اپنی balance of trade کے متعلق میں بات نہیں کروں گا، وہ ہر ایک کو معلوم ہے۔ ہر سینیٹر جانتا ہے اور ہر پاکستانی جانتا ہے لیکن جناب کمرشل اتاشی ہماری وزارت خارجہ کے بیرونی دفاتر میں موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کماحقہ کام نہیں ہو رہا اور وہاں ہماری balance of trade اس وقت صحیح ہو گی جب وہ لوگ صحیح طور پر کام کریں گے اور وہ پاکستان کی ایکسپورٹ کو بڑھائیں گے اور پاکستان کی امپورٹ پر کم خرچ کرنا پڑے گا ۔ اس لیے اس چیز کے متعلق بھی بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ پھر جناب میں یہ عرض کروں۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں۔

جن ممالک میں، میں گیا ہوں۔ جناب والا! financial constraints ضرور ہیں۔ جب بھی کبھی اپنی Embassy میں ہم گئے ہیں، تو ہماری Embassy میں ہمیشہ یہ گلا شکوہ ہوا ہے کہ وہاں finances کی کمی ہے۔ وہاں جناب والا اگر چار سینیٹر چلے جاتے ہیں یا ایم این اے چلے جاتے ہیں تو ایک کار یا دو کاریں ان کے پاس ہوتی ہیں۔ Facilities جناب بہت کم ہیں۔ بیرونی دفاتر خارجہ میں ہماری facilities کم ہیں اور ان کے لیے اپنی خارجہ پالیسی کو propagate کرنا، ان کے لیے seminars کرانا، ان کے لیے meetings کرانا، ان کے اپنے پروگرام کو propagate کرنا بہت مشکل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں کوشش یہ کرنی چاہیے کہ ہم ان کو وہ تمام سہولتیں مہیا کریں، تاکہ ہمارے ملک کی ideologies ہمارے ملک کی policies اور ہمارے ملک کا نصب العین دوسری قوموں پر واضح ہو۔

جناب والا! آخر میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری خارجہ پالیسی صحیح سمت میں جا رہی ہے لیکن اس کے باوجود ہماری آن کے متعلق، ہماری territorial integrity کے متعلق اور ہماری اپنی ideology کے متعلق اگر کسی نے بھی کوئی دخل اندازی کی تو یہ یقین جانیے کہ ساری قوم متحد ہو کر اس کا مقابلہ کرے گی اور اس ملک پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے۔ Thank you very much sir.

جناب چیئرمین ،شاہد حسن بگٹی صاحب۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، شکریہ جناب چیئرمین! آج ہم تمام دوست یہاں پاکستان کی خارجہ پالیسی پر بحث کرنے کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں a special stress on relationship with USA میں سمجھ رہا تھا کہ بہت serious discussion ہوتی لیکن یہ میرا ذاتی تاثر ہے، میں کسی پر کوئی انگلی نہیں اٹھاتا، مجھے یہ لگ رہا ہے کہ یہ بھی آج ایک twenty, twenty کا friendly match ہے۔ لہذا میں بھی کوشش کروں گا کہ اپنے آپ کو چند نکات تک محدود رکھوں۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جب سے مملکت پاکستان وجود میں آئی ہے میں نہیں سمجھتا کہ تھوڑے سے مختصر عرصے کے لیے ہماری خارجہ پالیسی کبھی آزاد رہی ہے۔ ہماری خارجہ

پالیسی حکمران وقت کی خواہشات کے تابع رہی ہے' اس کے ذاتی مفادات کے پیش نظر ہماری خارجہ پالیسی بنتی رہی ہے جناب چیئرمین! تاریخ میں پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے ہم جانتے ہیں کہ Operation Jibraltor کے وقت امریکہ نے ہمارے ساتھ کیا رویہ اختیار کیا۔ مشرقی پاکستان میں جب جنگ چل رہی تھی اس وقت بحری بیڑہ آتے آتے کتنے فاصلے سے گزر گیا۔ اس کے بعد جب ایک منتخب وزیر اعظم نے ماضی کے تلخ تجربات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایٹم بم کی بنیاد ڈالی اور اس پر کام شروع کیا تو انہیں تختہ دار پر پہنچایا گیا' کس کے اشارے پر' ہم یہ بھی جانتے ہیں۔ اس کے بعد فوجی آمر کے ذریعے افغانستان میں جو کچھ کرایا گیا اور جس کے نتیجے میں ہمیں کلاشنکوف اور ہیروئن کا کلچر یہاں پر متعارف کرایا گیا جس سے ہماری آنے والی نسلیں تباہ ہو رہی ہیں اور in consequence اس کا کیا حشر ہوا' وہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جو کچھ ماضی میں ہوتا رہا ہے ہر آنے والے حکمران نے اس سے سبق نہیں سیکھا۔ ہر آنے والے حکمران کو جب یہ محسوس ہے کہ میری خدمات کی ضرورت امریکہ صاحب بہادر کو پڑ گئی ہے تو وہ اس کے لیے ہمیشہ دست بستہ رہا ہے۔ اس نے یہ نہیں سوچا کہ ماضی میں بھی حکمران امریکہ کی خدمت کے لیے دست بستہ رہے ہیں بلکہ کمر جھکا کر کھڑے رہے ہیں لیکن آخر کار ان کا کیا انجام ہوا ہے۔ جب یہ موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی اس وقت کوئی موجودہ حکمرانوں سے ہاتھ ملانے کا روادار نہیں تھا لیکن 9/11 کے واقعہ کے بعد یہ منظر بھی ہمیں دیکھنے کو ملا کہ امریکہ اور پاکستان کے حکمران they were kissing each other's cheek اور امریکہ کے State Department یا White House کے جو spokesman ہیں ان کی طرف سے گاہے بگاہے یہ بیانات آنے لگے کہ ہماری جو پرانی پالیسی تھی, particularly جو انہوں نے افغان war کے بعد adopt کی۔ انہوں نے کہا ہے کہ جی وہ ہماری غلطی تھی کہ we left these people in the lurch لیکن اب ہم یقین دہانی کراتے ہیں کہ اب ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا اور یہ ایک مستقل بنیاد پر ہم ایک رشتہ استوار کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک شخصی حکومت کو طول دینے کے لیے ہم نے ملک کو خانہ جنگی کی حد تک پہنچا دیا ہے۔ خانہ جنگی ایک اژدہے کی طرح منہ کھولے ہمیں دیکھ رہی ہے کہ کب ایک غلطی اور ہو ہم خانہ جنگی کے اس کھڈ میں گر جائیں۔

جناب چیئرمین! 9/11 کے بعد ہم نے کشمیر پالیسی پر U-turn لیا، ہم نے افغان پالیسی پر U-turn لیا اور جو سب سے بدترین ہم نے اقدام اٹھائے وہ یہ کہ ہم نے اپنے ہی بھائیوں کا خون بہانا شروع کیا۔

جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے سال 2006 کے شروع شروع میں جب بلوچستان میں بالعموم اور ڈیرہ بگٹی ضلع میں بالخصوص فوجی operation شروع کیا گیا تو وہ ایک مخصوص pace کے ساتھ، ایک مخصوص رفتار کے ساتھ چل رہا تھا لیکن 2006 کے وسط میں جب States department کے ایک spokesman نے یہ کہا کہ،

"the arms being provided to the Government of Balochistan, do not carry attack, to be used for Al-Qaida only."

جب اس نے indirectly یہ کہہ دیا کیونکہ اس سے پہلے بلوچستان کی تمام political forces یہ شور مچاتی رہی ہیں کہ بلوچستان کے military operation میں وہ اسلحہ استعمال کیا جارہا ہے جو کہ امریکہ حکومت پاکستان کو دے رہا ہے القاعدہ کے خلاف استعمال کرنے کے لیے تو اس پر انہوں نے یہ NOC دے دیا حکومت پاکستان کو کہ آپ یہ اسلحہ صرف القاعدہ کے خلاف نہیں بلکہ آپ اپنے لوگوں کے خلاف بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد بلوچستان کے operation میں انتہائی درجے کی تیزی لائی گئی اور اس کے بعد guided missile کے ذریعے نواب اکبر خان بگٹی کو شہید کیا گیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں بھی امریکہ کی tacit approval تھی کہ بلوچستان میں جو کوئی اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کرتا ہے اس کا سر کچل دیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے فاٹا کے علاقوں میں جو کچھ ہو رہا تھا، بمباری امریکہ کرکے جاتا تھا الزام ہم اپنے سر لیتے تھے۔

جناب چیئرمین! ہم امریکہ کی پالیسی کے سامنے جھکتے چلے گئے، اپنے بھائیوں کا خون بہاتے چلے گئے اور اس حد تک بہاتے چلے گئے کہ وہ جنگ جسے ہم سمجھ رہے تھے کہ وہ بلوچستان کے قبائلی علاقوں میں اور فاٹا کے پہاڑی علاقوں تک محدود رہے گی وہاں سے نکل کر اسلام آباد تک پہنچ گئی ہے جسے ہم جیسے لوگ، بلوچستان کے پہاڑی علاقوں سے آئے ہوئے لوگ سمجھتے تھے کہ یہ پاکستان کا خوبصورت ترین اور سب سے safest city ہے لیکن اب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ

شاید وہ پہاڑ جہاں سے ہمارا تعلق ہے وہ اس کی نسبت زیادہ محفوظ ہیں۔ ہمیں یہ پتا نہیں چلتا کہ آیا کس لمحے کون سی مارکیٹ میں کوئی خریداری کرتے ہوئے کوئی بم پھٹے، کوئی خودکش حملہ ہو اور ہم واپس بھی جاسکیں گے یا نہیں لیکن ان تمام خودکش حملوں کا قصوروار میں سمجھتا ہوں جناب! کہ اس وقت کے حکمران ہیں جنہوں نے امریکہ کی دوستی میں اور اپنی حکمرانی کو طول دینے کے لیے اس کے ہر جائز اور ناجائز مطالبات کو مانتے چلے گئے اور اپنے لوگوں کا خون بہانے سے دریغ نہیں کیا ہے۔

جناب چیئرمین! ایران ہمارا ہمسایہ ملک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری آرمی اس سے کہیں زیادہ professional, well trained and disciplined ہے۔ ان کے ساتھ گزشتہ پچیس تیس سال میں وہ جس مرحلے سے گزرے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ they are in state of disarray ان کی آرمی بھی اس طریقے سے powerful نہیں ہے جس کے ساتھ ہم اپنی آرمی کو compare کر سکیں لیکن تمام تر دباؤ کے باوجود اس کا جو نیوکلیئر مسئلہ تھا اس پر امریکہ، برطانیہ اور یورپی یونین نے جتنا دباؤ ڈالا لیکن انہوں نے کہا .nothing doing یہ، یہ ہمارے نیشنل interests میں ہے۔ ہم اس پر کام کریں گے اور this is for the peaceful purposes and we will not allow anybody to interfere with this issue. جناب والا! امریکہ نے اس کا کیا بگاڑا۔ تمام Western powers in the region they were condemning Iran کیا کیا انہوں نے؛ وہ اس کا اس لیے کچھ نہیں بگاڑ سکے کیونکہ ایران کی حکومت کے پیچھے اس کے عوام کھڑے تھے۔ انہوں نے اپنی عوامی طاقت کے بل بوتے پر امریکہ کو آنکھیں دکھائیں اور آخر کار امریکہ .had to retreat on that issue لیکن یہاں پر کیا ہوا انہوں نے ہمیں نظریں جھکانے کے کہا، ہم نے نظروں کو تو چھوڑیں ہم نے سر کے ساتھ ساتھ کمر کو بھی جھکا دیا۔ جب انہوں نے کمر جھکائی دیکھی تو انہوں نے اور مطالبے شروع کر دیے and then there was no end to it.

جناب چیئرمین! ابھی کچھ دنوں پہلے ایک امریکن spokesman کا بیان میری نظر سے گزرا تھا جس میں انہوں نے پاکستانی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ فاٹا اور قبائلی علاقے میں وہ قانون نافذ کیا جائے۔جو پاکستان کے دیگر علاقوں میں رائج ہے۔ آپ بہتر جانتے ہیں some

practical reasons tribal areas میں کچھ ان کے اپنے قانون ہیں، بیوی ہے، پولیس نہیں ہے لیکن امریکن spokesman کہتا ہے کہ پورے پاکستان میں across its length and breadth ایک قانون نافذ کیا جائے۔ جناب چیئرمین! میرا سوال یہاں پر یہ ہے کہ کیا یہ چھوٹی چھوٹی ہماری قانون سازی بھی امریکن کریں گے۔ میرا امریکن سے اس ہاؤس کے ذریعے سوال یہ ہے کہ کیا امریکہ کے length and breadth میں ایک قانون رائج ہے؟ کیا Nevada State میں Red Indians کی جو reservations ہیں کیا وہاں پر بھی وہی قانون لاگو ہے جو کہ نیویارک، شکاگو اور فلوریڈا میں رائج ہے؟ کیا Arizona کے reservations پر رہنے والے ایک انڈین کے وہی حقوق ہیں جو کہ مونیکا لیونسکی کے ہیں؟ کیا pacific islands میں جو کہ امریکہ کے زیر تسلط ہیں، امریکن سلوا، دوام اور اٹلانٹک میں Virgin Island of America کیا وہاں پر بھی وہی قانون رائج ہیں جو امریکہ کی دیگر پچاس ریاستوں میں رائج ہیں۔ کیا امریکہ کےbackyard Canada میں دو مختلف قانون نہیں ہیں؟ کیا وہاں پر دس provinces اور تین territories نہیں ہیں کیا ان territories اور provinces میں ایک قانون نافذ ہے۔ کیا امریکہ کو یہ نظر نہیں آتا۔ ہمارے صرف قبائلی علاقے نظر آتے ہیں۔ جناب والا! بات پھر سے گھوم کر ہماری اپنی کمزوری پر آ جاتی ہے۔ ہم نے امریکہ کو انگلی رکھنے کی جگہ دی امریکہ ہمارے سر پر آکر لیٹ گیا ہے۔ اب وہ یہ کہتا ہے کہ اس سسٹم کو بھی ختم کرو، یہاں پر تھانے بناؤ، یہاں پر یہ کرو، وہاں پر وہ کرو۔

جناب چیئرمین! ہم شروع سے کہتے رہے ہیں کہ ہم امریکہ کو بے وقوف نہیں بنا سکتے۔ امریکہ ہمیں ہر طریقے سے دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نیتوں کا حال جانتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں امریکہ نے اب تھوڑا بہت اس ٹیکنالوجی پر بھی عبور حاصل کر لیا ہے۔ پورا نہیں تھوڑا بہت ہماری body language کو سمجھ جاتا ہے کہ یہ شخص کیا کرنے جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! امریکہ نے اگر گزشتہ پانچ چھ سال ہماری اٹھکیلیاں، ہماری ناز برداریاں برداشت کی ہیں، وہ صرف اس لیے کہ وہ اس کی اپنی ضرورت تھی۔ اس لیے نہیں کہ اس کو مشرف بہت پیارا ہے یا اس کو شوکت عزیز بہت پیارا ہے۔ ہم یہ سمجھتے رہے کہ جی ہم اس کو بیوقوف بنا رہے ہیں۔ اب جو statements آنے لگ گئے، اب جو انہوں نے ایک نیا قانون پاس کیا ہے۔ پریسلر amendment آج سے پندرہ

سال پہلے آیا تھا' اب یہ ایک نیا law آگیا ہے کہ جب تک صدر امریکہ satisfy نہیں ہوتے کہ ان کے معیار کے مطابق ہم اپنے بھائیوں کا خون بہا رہے ہیں یا نہیں بہا رہے ہیں تو وہ امداد سے مشروط ہوگا ۔ جناب چیئرمین! ہم بھی اس بات پر تھوڑا سا ملنے لگ گئے ہیں۔ جناب چیئرمین! ایک شخص کی بیوی نے اپنے شوہر سے پوچھا کہ جب تم دیسی دارو پیتے ہو تو تم مجھے پارو کہتے ہو' جب تم انگلش وسکی پیتے ہو تو تم مجھے darling کہتے ہو آج تم نے کیا پی لیا ہے کہ جو تم مجھے چڑیل کہہ رہے ہو تو شوہر نے کہا کہ آج میں ہوش میں ہوں میں نے کچھ نہیں پیا ۔ اب صرف امریکہ نے اپنے اوپر خود ساختہ مسلط کردہ نشہ اتارنا شروع کر دیا ہے ۔ اب ہم اسے چڑیل نظر آنے لگ گئے ہیں۔اب امریکہ کا مطالبہ یہ ہے کہ جو وہ کہیں ہم وہ کریں اور امریکہ کیا چاہتا ہے۔مزید خون خرابہ'---

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے ۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، جناب ! میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ میں کسی بھی front benchers میں ہوں تو میرا بھی کچھ حق بنتا ہے ۔ پارٹی لیڈر ہوں آپ اس ownership سے محروم کرنا چاہتے ہیں ---

جناب چیئرمین، ویسے نہیں نہیں --

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، جناب ! I am also concluding جناب ! آپ نے کچھ جلد بازی کر دی ہے ۔ thank you any way جناب! گزارش یہ ہے کہ اب ---

جناب چیئرمین، میں بھی دل کا حال نہیں بوجھ سکتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہیں۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، جناب! اب بات یہ ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ نہ پہلے ہم امریکہ کو بیوقوف بنا سکتے تھے نہ اب ہم امریکہ کو بیوقوف بنا سکتے ہیں ۔ اب ہم جس طرف جا رہے ہیں اس وقت جو ہماری خارجہ پالیسی ہے جو ہماری domestic پالیسی ہے کیونکہ یہ دونوں they both are inter linked ہم ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اسی طریقے سے امریکہ سے ہدایات لیتے رہے' اگر اسی طریقے سے ہمارے حکمران اپنی حکمرانی کو طول دینے کے لیے امریکہ کی blessing کے منتظر رہے ۔تو میں سمجھتا ہوں اللہ اس ملک کو نظر بد سے بچائے۔ اللہ

اس ملک کو ایسے حکمرانوں سے بچائے جو کہ ہمیں خانہ جنگی کے راستے پر لے جا رہے ہیں میں آخر میں صرف یہ کہوں گا کہ ہماری خارجہ پالیسی اس وقت کامیاب ہوسکتی ہے جب اس ملک میں ایک منتخب، بااختیار پارلیمنٹ ہو اور حکومت کی تمام پالیسیز اس بااختیار پارلیمنٹ کے تابع ہوں۔ یہ نہیں کہ پارلیمنٹ سے بالا بالا فیصلہ کر لیا جائے اور جب کبھی کبھار حکمرانوں کا موڈ ہو تو امریکہ کو دو چار گالیاں سنانے کے لیے، یہاں discussion کے لیے لایا جائے۔ امریکہ اتنا بیوقوف نہیں ہے۔ وہ جانتا ہے کہ یہاں کی پارلیمنٹ کتنی با اختیار ہے۔ آج ہم یہاں بیٹھ کر اگر امریکہ کو برا بھلا بھی کہیں تو اس سے امریکہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ہماری حکومت امریکہ کو یہ تاثر دینا چاہتی ہے کہ جی آپ جو ہم سے چاہتے ہیں۔ ہماری پارلیمنٹ نے اس کے خلاف فیصلہ کر لیا ہے۔ جیسے اسمبلی میں بہت دھواں دھار تقریریں گورنمنٹ benches کی طرف سے، اسی طرح شیر افگن صاحب نے تقریر کی، ان کی باتوں سے اتفاق کرتا ہوں لیکن خدا کرے کہ فارن آفس کی بھی وہی باتیں ہوں جو شیر افگن صاحب یہاں کہہ کر گئے ہیں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب تک ایک بااختیار پارلیمنٹ کے تابع ہماری خارجہ پالیسی اور گورنمنٹ کی major policies نہیں رہیں گی۔ ہم اسی طرح سے ذلیل و خوار ہوتے رہیں گے۔ شکریہ،

جناب چیئرمین، جی، جب تک آپ بولنا چاہتے ہیں۔بولیں، ختم کرنا چاہتے ہیں تو اس کے بعد ختم کر دیں گے۔ مسز لطیف صاحبہ

سینیٹر طاہرہ لطیف، جناب عالی! انتہا پسندی اور دہشت گردی دنیا میں امن کے لیے ایک سنگین مسئلہ ہے۔ پاکستان نے دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے front line اور اس کے اتحادی کا کردار ادا کیا ہے اور اپنے ہزاروں فوجی اور سویلین لوگ خود قربان کیے۔ بہت سی املاک کا نقصان بھی اٹھایا۔ اس سے ہماری اقتصادیات تجارت اور بیرونی سرمایہ کاری پر بھی گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں لیکن ہم نے مغرب کے ساتھ پورا عہد نبھایا پھر بھی ان کو گلہ ہے اور اصرار کرتے ہیں کہ مزید action لو مگر ہر چیز کی کوئی limit ہوتی ہے۔ ہمیں بھی اپنے قومی مفادات عزیز ہیں۔ جن کو ہم کسی قیمت پر قربان نہیں کر سکتے۔ امریکہ کو چاہیے کہ وہ پاکستان کے ساتھ تعاون کرے اور ہر لحاظ سے ہماری مدد کرے۔ امریکہ کو کشمیر، فلسطین اور دیگر

تصفیہ طلب معاملات میں مسلم امہ کا ساتھ دینا چاہیے۔ عراق اور افغانستان میں طویل جنگ کی بجائے اس کو پرامن طریقے سے حل کرنے کی راہیں تلاش کرنی چاہیے۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی ناانصافی اور ظلم ہے اس کو UNO کے چارٹر کے تحت انصاف دلانا چاہیے تاکہ طاقتور ملک خود ہی دنیا کے ٹھیکے دار نہ بن جائیں۔ امریکہ پر یہ بھی لازم ہے کہ پاکستان اور ان کے ہمسایہ ملک بھارت کے ساتھ برابری کا سلوک کرے۔ نیز ایسے طرز عمل سے گریز کرے جس سے خطے میں بھارت کی بالا دستی ہو اور وہ دنیا میں بڑی طاقت کا خواب دیکھنے لگے۔ اس میں شک نہیں کہ امریکہ اس وقت کی سپر پاور ہے۔ اس کے ساتھ ہمارے بہت سے اقتصادی اور strategic تعلقات ہیں اور بہت سے شعبوں میں بھر پور تعاون ہے۔ ہمیں مالی امداد بھی مل رہی ہے۔ لیکن ہمیں بھی اپنے مفادات کو برقرار رکھنا ہے۔ لیکن پھر بھی ملکی مفادات سب سے زیادہ اہم ہیں۔ اس میں ہم کسی بیرونی ممالک کی مداخلت کو برداشت نہیں کر سکتے۔ جناب چیئرمین! بہت جلدی اس شعر کے ساتھ اس کا اختتام کرتی ہوں۔

آسمان کی بلندیوں سے جلد لوٹ آنا

میں نے زمین کے مسائل پہ بات کرنی ہے۔

جناب چیئرمین! یہ تو ہماری بیرونی فارن پالیسی ہوگئی۔ میں اپنے ہال کی تھوڑی سی پالیسی کے بارے میں چھوٹی سی بات کہنا چاہتی ہوں۔ ہمیں یہاں بیٹھے ہوئے تقریباً ساڑھے چار سال ہو گئے ہیں۔ ہم لوگ back benches پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ آپ کی jurisdiction میں ہے۔ کچھ دنوں کے لئے پیچھے والے لوگوں کو آگے بٹھایا جائے اور آگے بیٹھنے والے لوگوں کو پیچھے بٹھایا جائے۔

Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین، اس پر مشاورت کرلیں گے۔ ڈاکٹر عبدالمالک رضا کارانہ طور پر۔ اس پر بات کرلیں گے زیادہ فرق نہیں پڑتا۔ آپ سیدھے نظر آتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک، چیئرمین! شکریہ۔ میں نے گزشتہ دنوں ایک کتاب پڑھی تھی

"The world is flat" and I was surprised because it was the brief history of the 21st century.

تو میں حیران ہو گیا کہ ہم کہاں پر ہیں۔ آج مجھے شیر افگن صاحب نے جو اس حکومت کے ذہین اور قابل ترین وزیر ہیں اس نے اس کا جواب دے دیا کہ اکیسویں صدی میں ابابیل کے انتظار میں ہیں۔ لسّی اور اصلی زندگی گزارنے کے چکر میں ہیں۔ جناب! میں سمجھتا ہوں کہ fittest کی دنیا ہے اور fittest survive کرے گا۔ یہاں پر ہم جو بیٹھے ہوئے ہیں کتنا معصومانہ انداز ہے۔ ہسٹری کو، حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کر رہے ہیں ہماری خواہش ہے۔ بدقسمتی ہے کہ سرکار کی مخالفت کر رہے ہیں۔ terrorism اب، امریکہ کرا رہا ہے لیکن terrorism کی جنگ میں ہم شامل ہیں۔ یہ کیا منافقت ہے۔ terrorism کی تعریف وہی ہے جو امریکہ کر رہا ہے۔ West کر رہا ہے۔ آپ اس کو من وعن follow کر رہے ہیں۔ کیونکہ آپ کے پاس کوئی choice ہی نہیں ہے۔ میں بحیثیت ایک سائنس سٹوڈنٹ کے سمجھتا ہوں کہ کسی بھی ملک کی خارجہ پالیسی اس کی اندرونی خواہشات پر مبنی ہوتی ہے لیکن بدقسمتی سے گزشتہ ساٹھ سالوں میں پاکستان کی خارجہ پالیسی ہندوستان دشمنی، روس دشمنی اور pro American orientations پر مبنی رہی ہے۔ برصغیر کی تقسیم ہوئی، پاکستان اور ہندوستان culturally ایک ہی civilization کے سرچشمے ہیں، چیئرمین صاحب! جہاں پر ہم، آپ بیٹھے ہوئے ہیں، تقریر کر رہے ہیں، اس جگہ کو آپ کھودیں تو آپ کو یہاں پر بدھا، بدھ مت یا ہندو مت کی مورتیاں ملیں گی، آپ کو یہاں عربوں کی تلوار نہیں ملے گی لیکن اس حقیقت کو ہم نے نہیں مانا۔ ہم نے ایک بنیاد، ایک set of mind بنایا کہ پاکستان کا مطلب ہندوستان مخالفت ہے اور جس نے بھی یہ بات کی کہ براہ مہربانی اپنی خارجہ پالیسی peaceful co-existence کی بنیاد پر بنائیں، یہ جو ہمارے ہمسائے ہیں، ہندوستان، ایران اور افغانستان، ان کے ساتھ peaceful co-existence پر چلیں تو وہ گدھا ٹھہرا، وہ اس ملک کا غدار ٹھہرا۔ چیئرمین صاحب! میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں، جب 1971 میں الیکشن ہوئے اور یہاں پر بلوچستان اور فرنٹیر یا پشتونخواہ میں NAP کی حکومت آئی تو وہاں پر NAP کی حکومت کو ہٹانے میں ایک charge یہ بھی تھا کہ یہ روسی ہیں، یہ سرخے ہیں اور میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں، مجھے میر غوث بخش بزنجو اور اس وقت NAP کی centeral committee کے جو لیڈر صاحبان تھے انہوں نے کہا Soviet Union کو NAP پر clear cut instructions تھیں کہ آپ بھٹو کے ساتھ محاذ آرائی نہیں کریں گے لیکن ہماری خارجہ پالیسی بنانے والوں نے کہا کیونکہ ایک چیز بن

گئی تھی کہ روس کی مخالفت کرنی ہے تو ہم نے اس کو آگے بڑھایا ہے۔ چیئرمین صاحب! آج میں پھر یہ کہوں گا کہ خدارا! آپ نے یہاں ساٹھ سال ہندوستان دشمنی میں گزارے، آج شیر افگن صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم تو یہودیوں کے بھی دشمن ہیں اور عیسائیوں کے بھی دشمن ہیں۔ خدارا! آپ اس ملک کو کہاں لے جارہے ہیں؟ یہ world سکڑ گیا ہے، 56 Islamic countries کا GNP France کے برابر نہیں ہے، اس دنیا میں economy کی جنگ ہے اور یا تو آپ منافقت کر رہے ہیں۔ آج دنیا میں آپ isolation میں نہیں رہ سکتے اور آپ جو باتیں کر رہے ہیں، آپ پہلے تو کہتے تھے کہ ہندوؤں سے لڑائی ہے، اب یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ بھی لڑائی ہے۔ آپ اس دنیا کی تقسیم صرف مذہبی بنیادوں پر کیوں کر رہے ہیں؟ اس دنیا میں انسان بھی تو رہتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں چونکہ سائنس کا سٹوڈنٹ ہوں، سائنس پر believe کرتا ہوں اور میرا analyses یہ ہے کہ جس pattern پر دنیا جا رہی ہے اور یہ ,unipolar world multi polar world کی طرف جا رہی ہے، دنیا میں امریکی طاقت، coming years میں مرغی کی ایک ٹانگ نہیں رہے گی، بیس سال، پچیس سال لگیں، دنیا کا جو multi polar world کا concept ہے وہ آئے گا۔ ہم نے ساٹھ سال تک اپنے تمام مفادات کو امریکہ کے پاس گروی رکھا، اس کے کہنے پر چلے۔ سیٹو میں رہے، سینٹو میں رہے، بلوچستان میں بمباری کی، ابھی جو اس نے ہر جگہ پر کیا، اب ہم آہستہ آہستہ کیا کر رہے ہیں کہ بیک وقت امریکہ کے کہنے پر چل بھی رہے ہیں اور اندر سے یہ کہہ رہے ہیں یعنی باؤچر کی مانتے بھی ہیں اور باؤچر کو گالی بھی دیتے ہیں یا تو گالی دو یا اس کی مان لو۔ یہ double standards کیا ہیں؟ حکومت والے یہاں پر بیٹھ کر امریکیوں کو گالی دے رہے ہیں اور سب کی آنکھیں بھی امریکہ پر لگی ہوئی ہیں کہ امریکہ next حکومت کس کو دے رہا ہے۔ مشرف صاحب کی وردی اتار رہا ہے یا وردی میں رہنا ہے تو خدارا! یہ منافقت چھوڑ دو اور میں گزارش کرتا ہوں کہ جب تک جیسا کہ میرے دوست شاہد نے کہا کہ آپ کا جو مسئلہ بگڑا ہوا ہے وہ آپ کا internal ہے، جب تک آپ یہاں پر بلوچ، سندھی، پشتون پر شک کرو گے تو آپ اس دن سے ڈرو، میں نے یہاں پر کئی دفعہ کہا ہے ابھی ہم لاوارث ہیں، بلوچ پر فوجی آپریشن ہے۔ جیسے خورشید صاحب نے کہا، میں کہتا ہوں غلط ہے، انہوں نے کہا کہ بلوچستان افغانستان کے ساتھ مل رہا ہے، بالکل نہیں مل رہا ہے۔ بلوچ خود برباد ہیں، اپنے حوالے

سے resist کر رہے ہیں لیکن جس دن آپ کا رویہ internally یہ رہا کہ آپ نے بلوچوں پر آپریشن کر کے externals کو، پشتونوں کو eliminate کرنا ہے، یہاں پر قومی سوال کو دبانا ہے اور جمہوریت کو پنپنے نہیں دینا ہے تو جس دن یہ دنیا multipolar ہو گئی تو تب آپ کیا کرو گے۔

یہ کچھ گزارشات ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو سب سے پہلے یہاں پر جو internal policy ہے اس کو review کرنا پڑے گا۔ آپ پاکستان کو جرنیلوں کے ذریعے مزید نہیں چلا سکتے، یہاں پر عوام کی بالادستی ہو گی، یہاں پر قوموں کے حقوق ہوں گے ورنہ وہ دن دور نہیں جب عوام اور جرنیل آمنے سامنے ہوں گے۔ جناب چیئرمین! میں ایک چیز اور predict کرتا ہوں، ہم خارجہ پالیسی پر بات کر رہے ہیں اور یہاں خارجہ آفس کے لوگ بیٹھے ہیں، میرا تجربہ، میرا analysis یا میں نے جو پڑھا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ مانیں یا نہ مانیں امریکہ نے اس region پر ہندوستان کی بالادستی قبول کی ہے۔ آپ کو اسی تنخواہ پر گزارہ کرنا پڑے گا جو کہ امریکن دے رہے ہیں۔ اس region کو، آپ کی بھی جو خارجہ پالیسی والے بیٹھے ہوئے slowly پاکستان کو امریکن محور سے Chinese کی جانب twist کر رہے ہیں۔ ہم جو آسرا لگائے بیٹھے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ آسرا بھی جس طرح ساٹھ سال امریکن پالیسی خسارے میں گئی، ہم نے امریکہ اور ویسٹ پر بھروسہ کیا اور کچھ نہیں ہوا۔ یہاں پر ہم نے صرف ایک elite class کو جنم دیا جو کہ پاکستان کے عوام پر حکومت کر رہی ہے اور اس کے وسائل کو لوٹ رہی ہے۔ یہاں کے جو سولہ کروڑ لوگ ہیں وہ ابھی تک بھوکے اور ننگے ہیں۔ اب اگر آپ پھر یہ ایک نیا thesis شروع کریں کہ جی اب امریکہ نے جو اس خطے میں ہندوستان کی بالادستی قبول کی ہے تو یہ near future میں ہندوستان کو پورے علاقے کی ذمہ داری سونپ دے گی اور ہم آہستہ آہستہ China کی جانب جائیں گے تو یہ پھر ایک تضاد ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا جو محور ہونا چاہیے وہ یہاں کی عوام ہونی چاہیے اور خارجہ پالیسی کا محور peaceful coexistence پر ہے۔ انڈیا، افغانستان اور ایران کے ساتھ آپ کے peaceful تعلقات ہونے چاہئیں اور آپ کی خارجہ پالیسی economical orientation ہونی چاہیے جیسا کہ American کی پالیسی ہے۔ اس کے مطابق آپ اس ملک کو چلا سکتے ہیں وگرنہ یہاں پر بیٹھ کر ہمارے treasury benches والے روز

تقاریر کرتے ہیں اور اسی کا کھاتے پیتے ہیں اور اسی سے گزارہ کرتے ہیں اور الٹا گالیاں دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ منافقت ہے، ہمیں اس منافقت سے نکلنا چاہیے اور اس ملک کو ایک real welfare state بنانا چاہیے، جس میں قوموں کے حقوق ہوں، میں بحیثیت بلوچ رہ سکوں، یہاں پر عوام کی بالادستی ہو، کسی جرنیل کی یہ جرأت نہ ہو کہ جب چاہے اس آئین کو پامال کرے۔ تب جا کر ہماری خارجہ پالیسی بھی ٹھیک ہو گی اور بقول آغا صاحب کے کہ ہم ایران کی طرح بولیں گے۔ ہم ایران کی طرح بول نہیں سکتے، ہم fragmented ہیں، وہ ایک قوم ہے، ہم ایک قوم نہیں ہیں، ہم ایک process سے گزر رہے ہیں، God knows کہ یہ process کہاں تک جائے گا۔

انہی گزارشات کے ساتھ میں آخر میں یہ کہوں گا کہ تمام خارجہ پالیسی کو پارلیمنٹ کے مطابق ہونا چاہیے اور پارلیمنٹ کی بالادستی کے حوالے سے خارجہ پالیسی کا تعین کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، سینیٹر طاہر مشہدی۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) طاہر حسین مشہدی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

We are facing a unique situation as has been hilighted by most of the honourable members and not only the honourable members from both sides of the divide but also by the President of Pakistan, by Prime Minister of Pakistan, by the spokesman of the Foreign Affairs and by the Senate Committee for Foreign Relations and that is the irresponsible, unwarranted and rather unexpected remarks that have been passed by certain candidates in the US Presidential Elections and other minor characters and they don't count for much, which is trying to play with galleries in the United States and they are playing with Indian lobby which is very strong in the United States. And the United States strategic arrangements for South East Asia as well known to us and they

have been further substantiated, and proven by their recently concluded nuclear deal with India in which they have allowed uranium enrichment and nuclear testing to India. Inspite of the fact that the US Congress has banned such things for every country in the world. Now, because of this great tilt, the spate of allegations and insulting remarks which go against the intergrity, the sovereignty, its territorial sovereignty of Pakistan, has even been made. These people, making these remarks, have failed to recognize to whom they are addressing. Pakistan is an independent nation, Pakistan is a sovereign nation, Pakistan is a strong nation. The people of Pakistan are honourable people, they are proud people, they are brave people and especially the people of the Northern Areas which are known as FATA, which the US seems to be eyeing out of clear ignorance, the amount of ignorance witnessed in the west, specially in the United States about Pakistan and the people of Pakistan is remarkable. You would expect them to know something about the country like ours which has been a close ally of theirs, for many years and which has been a pillar, so called pillar of their Foreign Policy but they seem to know nothing and they seem to learn nothing. If they think that Pakistan is a walk over, they are sadly mistaken. We know how to defend our territorial intergrity, we know how to defend every inch of this country, no hot pursuit, no entry of US forces into the territory which constitutes Pakistan will be tolerated by a single member of the Pakistani nation. And if the US or any other country, be it NATO, or any other individual country if ever tried to do so will face a resounding reply from not only the valiant armed forces of the

country but the whole nation will be behind their armed forces in defence of our nation. So, if they have any ill conceived ideas regarding entering Pakistan, they should be removed and as a Senator before me, honourable Senator has suggested, they should be invited to Pakistan so that they can see that this is an honourable, modern and a progressive nation and it is very zealous of its rights and its territorial integrity. The blame game that they are indulging in both NATO and the United States must cease. Pakistan has done more than any other country in the world. 10 times more than the United States itself and the United States Army which is in Afghanistan and in Iraq, in that ill concieved adventure there. We have done far more to fight against terrorism than all of them put together. We have sacrifices far more than any country in the world in our fight against terrorism and we are not doing it for the United States or to please any foreigners. We are fighting fundamentalism, extremism, sectarianism because these courses have entered into the Pakistani life to eat at the very vitals of our existence. Bomb blasts, suicide bombing, assassinations, killings, murders of harmless, innocent muslims is continuing all over Pakistan and it is a matter of great concern and it has to be combated, by all the right thinking democratic forces that exist in the country. This nation was built, founded by the founding father's on very clear principles that it would be a modern state. It would be a secular state, it would be a state where the people of Pakistan, irrespective of their caste, creed, colour, race and religion, would be able to practic their religion and complete freedom and they would be able to live their lives in

complete freedom. We are muslims, we are a muslim majority and we are proud of being a muslim majority and the people who constitute this great land of ours and who are muslims amongst us do not need to be made into new muslims. We know how to practice our religion and how to protect our religion and we will continue to do so without any interference or any new teachings or any state action that seem to be coming up. Now, in addition to this I would like to just tell the United States of America and our NATO allies not to make Pakistan into the convenient weeping boy. Their own failures, the failure of their policies, the failures of their strategic designes, the failure of their tactical plans, the failure of their Armed Forces, the failure of the Administrators in both Iraq and Afghanistan. It goes of such embarrassment to them that they are trying to find scape goats and the scape goat they are trying to find is that Pakistan is responsible. They failed to realise that they do not do the things in the proper manner, they enter headlong into ill conceived adventures and when they get into the quagmire and they can not get out then the only thing they are finding internally in the United States and externally to the world at large saying that Pakistan is responsible. This is a matter of great shame because we are allies if you want friends you have to learn how to be a friend, if you want cooperation you have to cooperate with us as well, if you want us to fight your battles, sorry, we can't fight your battles, if it is only in your interest. The national interest is supreme if it is in the interest of Pakistan, Pakistan will definitely fight alongside with you and we will attain complete victory wherever we enter together. But whenever

the time comes, aid is being granted to Pakistan and that infamous Pressler type of amendment has been added this time. This time to the supplies of one and all and sundry, US Congress has deemed it fit to put restrictions on its ally, to put restrictions on its most important member in the war on terror, that aid to Pakistan will be governed on the performance of Pakistan in the war on terror. This is absolutely un-understandable, it is irresponsible and it requires immediate attention of the US Congress and it needs to be repealed immediately. This is not how you treat friends, this is not how allies are treated and this message, I am glad to say today for the first time, I am really proud to say that Pakistan has strongly defended its stand. The President, the Foreign Minister, the Foreign Relations Committee and everybody has been very very vocal on this and I am proud that I have the honour of being a member of this august House where such brave and such clear headed Senators from both sides of the aisle who have spoken wisely, boldly and made it categorically clear that anything is acceptable to us except, slavery. We do not accept slavery or domination. We are one of the few countries in the world which has gained independence by throwing out colonial rulers, we are one of the few people on earth who have fought for their independence and freedom, who have created a nation and carved out nation for themselves and once we carved out a nation, a new nation on the face of the earth, we definitely know how to protect our nation. Thank you very much sir.

جناب چیئرمین، ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، شکریہ جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب والا! میں اس motion کے ایک حصے پر خاص طور پر بات کرنا چاہوں گی۔

Pakistan's role against terrorism as a front line state.

جناب! میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت ہماری خارجہ پالیسی میں یہ نکتہ جو ہے یہ سب سے زیادہ اہم ہے اور اسی حوالے سے ہمیں کچھ فیصلے کرنے کی ضرورت ہے۔ جناب! پہلی بات تو یہ ہے کہ میں اکثر سوچتی تھی اور میں سمجھ نہیں سکتی تھی کہ یہ دہشتگردی ہے کیا جس کے خلاف ہم نے جنگ شروع کر رکھی ہے اور جس میں ہم امریکہ کے front line اتحادی بنے ہوئے ہیں۔ اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

جناب! یہ اتنا بڑا المیہ ہے نہ صرف پاکستان کا بلکہ پوری دنیا کا کہ جس کے خلاف ہم جنگ لڑنے جا رہے ہیں۔ دہشتگردی، اس کی تاریخ کوئی متعین نہیں ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ Dictionary of International Affairs 1998 میں لکھا گیا ہے کہ دہشتگردی کی روک تھام کے لئے کوئی معاہدہ اس لئے طے نہیں پا سکا کہ سیاسی ترجیحات کے باعث اس کی تاریخ مسائل کا شکار رہی ہے۔

دوسری اقوام متحدہ کی جنرل باڈی ابھی تک اس اصطلاح کی کوئی متفقہ تعریف متعین نہیں کر سکی۔ جناب! ہم عام اصطلاح میں تو اس بندے کو پاگل کہتے ہیں جس کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کس بات کے پیچھے دوڑ رہا ہے اور بحیثیت ملک اور بحیثیت دنیا ہم اس ہدف کے پیچھے جا رہے ہیں جس کی تعریف بھی، میرا خیال ہے یہاں بھی ہم میں سے اکثریت اس term کا مطلب بھی نہیں سمجھتی جس کے لئے ہماری پوری forces بھی داؤ پر لگی ہوئی ہیں اور ہم بھی پورے کے پورے اس operation میں ہیں۔

دوسری بات جناب! کہ یہ جو دہشتگردی کے خلاف جنگ شروع کی گئی ہے اس کے اثرات کیا ہوئے ہیں تو ۹۰فیصد جو تجزیے ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ امریکہ کی دہشت گردی کے خلاف اس نام نہاد جنگ کے نتیجے کے طور پر دنیا زیادہ غیر محفوظ ہوئی اور تشدد کے استعمال میں غیر معمولی اضافہ اور انسانی جان اور مال کے ضیاع میں محیر العقول اضافہ ہوا ہے۔ یعنی ہونا تو یہ

چاہیے تھا کہ وہ دہشت گردی ختم ہوتی لیکن آپ کی reports اور آپ کے تجزیے یہ کہہ رہے ہیں کہ اس دہشت گردی کے نتیجے میں جو جنگ کی جا رہی ہے اس کے خاتمے کے لئے اس دہشت گردی میں پوری دنیا میں اضافہ ہوا ہے۔ ۱۱ ستمبر کو ٹریڈز ٹاؤر پر حملے میں تین ہزار افراد ہلاک ہوئے، اس کو بنیاد بنا کر آپ نے جو جنگ شروع کی ہے اس کے نتیجے میں ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ افراد کو آپ ختم کر چکے ہیں۔ یہ reports کہہ رہی ہیں۔

جناب! تیسری بات اس کے اندر اہم یہ ہے کہ یہ الزام ہمارے اوپر زیادہ آ لگا ہے کہ مسلمان دہشت گرد ہیں اور المیہ اور بدنصیبی یہ ہے کہ ہم نے یہ الزام اپنے اوپر اوڑھ لیا ہے، ہم نے اس کو تسلیم کر لیا ہے اور ہم اس کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں کہ لاؤ جتنے تم کہتے ہو یہ مسلمان پکڑ پکڑ کر اور مار مار کے تمھارے حوالے کرتے ہیں تاکہ تم راضی ہو جاؤ۔ حالانکہ یہ دہشت گرد صرف مسلمان نہیں ہیں۔ دہشت گرد کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتا۔ یہ بھی میں نہیں کہہ رہی وہیں کے لوگ کہہ رہے ہیں۔ یہ شکاگو یونیورسٹی کا ایک پروفیسر ہے اور اپنے تحقیقی جائزے dying to win میں لکھتا ہے کہ خودکش حملوں کے ذریعے دہشت گردی اور اسلامی بنیاد پرستی کے مابین قائم کیا جانے والا فرضی تعلق گمراہ کن ہے۔ جناب! اس کی تفصیل میں دو چار جملوں میں آپ کو بتانا چاہوں گی کہ معلوماتی مواد اور اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ خودکش حملوں کے ذریعے دہشت گردی اور اسلامی بنیاد پرستی یا کسی مذہب کے مابین تعلق برائے نام ہے۔ درحقیقت خودکش حملوں کے بانی سری لنکا کے تامل ٹائیگر ہیں۔ یہ گروپ مارکس اور لینن کے افکار کا پیروکار ہے اور گو اس کے ارکان کا تعلق ہندو گھرانوں سے ہے لیکن یہ لوگ مذہب کے سخت مخالف ہیں۔ جناب! میں سمجھتی ہوں کہ یہ بڑی اہم بات ہے جو ہم سب کو سمجھنی چاہیے کہ یہ حقیقت ہے کیا کہ جو ہم نے یہ سمجھ لیا ہوا ہے کہ شاید ہم دہشت گرد ہیں لہذا ہم پکڑ پکڑ کر لوگوں کو ختم کریں۔ آگے وہ لکھتا ہے کہ یہ گروپ خودکش حملوں کے مجموعی ۳۱۵ واقعات میں سے ۷۶ واقعات میں ملوث ہے جبکہ حماس کا نام اس فہرست میں بہت نیچے ہے۔ البتہ ان تمام خودکش حملوں میں جو عنصر مشترک نظر آتا ہے وہ مخصوص غیر مذہبی اور سیاسی ابدائی مقاصد ہیں تاکہ جدید جمہوری حکومتوں کو اپنے علاقوں سے مسلح فوج واپس بلانے پر مجبور کیا جائے جو بقول ان کے ان کا اپنا وطن ہے۔ جناب! اس کے ساتھ ایک اور بات جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہوں

گی کہ معروف Hung Tington جو ان کی کتاب لکھی ہوئی ہے اور اس میں وہ اسلام اور مغرب کے درمیان مبینہ تصادم کے بارے میں لکھتا ہے کہ مغرب کا اصل مسئلہ اسلامی بنیاد پرستی نہیں ہے بلکہ مغرب کے لئے اصلٰ مسئلہ اسلام ہے جس کے پیرو کار اپنی تہذیب کی عظمت پر فخر کرتے ہیں اور طاقت کے لحاظ سے اپنی کم تری کا شکار ہیں۔ مرض ہمارے ہیں اور اس کی نشاندہی ہمارے دشمن کر رہے ہیں۔ ہم ویسے تو بڑے خوش ہوتے ہیں ان کی ہر چیز کو copy کرکے follow کرکے مگر وہ حقائق جو ہمارے سامنے لاتے ہیں ان سے ہم کوئی سبق نہیں سیکھتے۔

جناب! میں اس بات کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ خارجہ پالیسی مرتب کرتے وقت دنیا میں جو موجود رجحانات ہیں اور 9/11 کے بعد دنیا میں جو اثرات مرتب ہوئے ہیں اور جو تبدیلیاں آئی ہیں۔ میرا خیال ہے اس ایوان کو ان پر بھی ضرور اپنی نظر کرنی چاہیے اور وہ پالیسی بناتے ہوئے ان حقائق کو بھی سامنے رکھنا چاہیے۔ جناب! امریکہ میں اس وقت کوئی ۲۲ لاکھ کے قریب مسلمان آباد ہیں۔ PEW ریسرچ سینٹر کی حالیہ رپورٹ کے مطابق جو نوجوان طبقہ ہے وہاں اس میں اسلامی شناخت کا احساس ابھرا ہے۔ مسجدوں میں حاضری نوجوانوں کی بڑھی ہے اور یہ ہملٹن کالج ہے امریکہ کا اس کا بھی ایک سروے جو کہ 2002 میں کیا گیا۔

وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ مسلم خواتین کی ایک تہائی سے زیادہ تعداد اب حجاب اوڑھنا شروع ہو گئی ہے اور News Week کے زیر اہتمام بھی کرائی جانے والی ایک رائے شماری میں 69% وہاں کے لوگوں نے، جو Americans ہیں یہ کہا ہے کہ طالبات کو کلاس میں سکارف لینے کی آزادی ہونی چاہیے۔ یہ چیزیں خود ایک رجحان کی آئینہ دار ہیں۔ گویا حجاب والوں نے اس 9/11 کے بعد، آپ کے جو مسلمان ہیں انہوں نے اپنا نقطہ نظر ایک اچھے طریقے سے وہاں پر پہنچایا ہے۔ جناب! دوسری بات جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں وہ ترکی کی صورتحال ہے۔ ترکی میں بھی ہم جانتے ہیں کہ 1923 میں جب سلطنت عثمانیہ کی راکھ میں سے اس نئی ترکی کا آغاز ہوا اور اس میں کمال اتا ترک جو کہ secular نظریات کے حامل تھے انہوں نے اپنے ایجنڈے پر عمل کرنا شروع کیا۔ اس وقت جو ترکی کی صورتحال ہے اس میں آذان پر پابندی ہے، سکارف پر پابندی ہے۔ ان کے کسی ادارے میں سکارف نہیں لیا جا سکتا بلکہ میرا خیال ہے

آپ سب کو بھی یاد ہو گا کہ مروہ کوا کی جو ان کی پارلیمنٹ کی منتخب رکن تھیں، وہ میرے جیسا نقاب پہن کر نہیں صرف سر cover کر کے حجاب کر کے اپنے پارلیمنٹ میں گئی تھیں تو اس کی پارلیمنٹ کی رکنیت معطل کر دی گئی تھی کہ یہ جو secular تشخص ترکی کا بنایا جا رہا ہے اس کے لیے یہ ضرر رساں ہے۔ جناب! جب تبدیلیاں وہاں پر آ رہی ہیں تو وہ بھی ہمیں ضرور دیکھنی چاہییں اور ان کو بھی نظر میں رکھنا چاہیے۔ اس وقت جو وہاں کا وزیر اعظم ہے اور صدارت کے لیے عبداللہ گل candidate تھے، ان دونوں کی بیویاں سکارف کرتی ہیں۔ جب یہ بات ہوئی کہ ان کی بیگم کا سکارف secular identity of Turkey کے لیے ایک مشکل پیدا کر سکتا ہے تو چار مہینے پہلے ان کا election ہوا ہے یعنی scheduled four months بعد تھا اس سے پہلے الیکشن ہوا ہے چونکہ احتجاج شروع ہو گیا تھا اور secular lobby نے بھی اپنی مہم بڑے زور و شور سے چلائی لیکن یہ بات بہت اہم ہے کہ 2002 کے گزشتہ انتخابات میں ان کو 35% ووٹ ملے تھے۔ اس وقت اردگان کی پارٹی کو 47% ووٹ ملے ہیں اور 550 میں سے 341 نشستیں ان کو حاصل ہوئی ہیں جب کہ secular lobby کو 21% ووٹ ملے ہیں۔ طیب اردگان اور عبداللہ گل کی جو بیگمات ہیں ان کے سروں پر سکارف سلامت ہیں اور یہ بھی ایک بڑی تبدیلی ہے جو ترکی میں آئی ہے۔ یہ بھی پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے کہ Hamlet کے جو اشراف ہیں ان کو تو نشاط، عیش، مستی اور سرور چاہیے اور وہ اسلام میں نہیں ہے، وہ lobby ضرور اس کے مخالف ہے لیکن عوام الناس اور آپ کے عوام کی اکثریت اسلام سے محبت کرتی ہے۔ یہ نوشتہ دیوار ہے، اسے پڑھا جانا چاہیے۔

جناب والا! اس کا ایک اور حصہ ہے کہ اسلام کی طرف جو رجوع بڑھا ہے اور وہ واقعہ بھی میرے خیال میں آپ سب کو یاد ہو گا جس وقت امریکہ نے افغانستان پر بمباری شروع کی تھی اور برطانوی صحافی اور اس میں ایک خاتون صحافی تھی جو افغانستان میں جاسوسی کے لیے جانا چاہتی تھی، اس کو اجازت نہیں مل رہی تھی تو وہی شٹل کوک برقعہ جو کہ افغان عورتیں پہنتی ہیں، وہ پہن کر گئی، جب واپس نکل رہی تھی تو وہ گرفتار ہو گئی۔ جناب! یہ بہت بڑی بات ہے۔ بہت ساری تفصیل ہے جو شاید آپ مجھے بیان کرنے کا وقت نہیں دیں گے لیکن اہم بات یہ ہے کہ وہ اس وقت مسلمان ہو چکی ہے۔ اسلام چینل چلاتی ہے اور اعتماد کے ساتھ وہ اسلام پر

اعتراضات کو defend کرتی ہے، میں کہتی ہوں ہمارے لاکھوں مسلمان اور ہمارے کئی ہزار یہ نام نہاد حکمران اس طرح کی بات نہیں کر سکتے جتنے اعتماد کے ساتھ وہ کرتی ہے۔

جناب والا! ایک دوسرا اہم واقعہ، میں کہتی ہوں کہ اس کو بھی بالکل رد نہیں کیا جا سکتا کہ ان باتوں کا کوئی وزن بھی نہیں ہے، یہ اپنے معاشرے کے اہم لوگ ہیں، کوئی عوام الناس نہیں ہیں کہ خیر ہے اگر بدل گئے تو کوئی بات نہیں۔ دوسری بات جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں وہ Russain KB خفیہ جاسوسی کا ادارہ ہے اس کا ایجنٹ Alexander جو ابھی حال ہی میں برطانیہ میں فوت ہوا اور مسلمان ہو کر فوت ہوا اور اس نے یہ کہا کہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ جناب! یہ نو مسلم ہماری طرح کے مسلمان نہیں ہیں اور جیسے اقبال نے کہا تھا کہ

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

جناب! یہ وہ حال ہو رہا ہے اور ہم عام مسلمان، سواد اعظم جو ہے ہمارا تو حال یہ ہے کہ

وضع میں تم نصاریٰ ہو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اور جناب میں اس طرف بھی توجہ دلانا چاہوں گی کہ خود ہمارے ملک اسلام آباد کی گود میں لال مسجد کا جو واقعہ ہوا ہے ٹھیک ہے اس کے جو بھی عوامل اور نتائج پر بحث کریں لیکن اس سے بھی آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں کہ انہوں نے کس طرح شیدائی پن کے ساتھ اپنی زندگیاں قربان کی ہیں۔ یہ بھی آپ کو نظر میں رکھنے کے factors ہیں کہ کس طرح سے یہ چیزیں بڑھ رہی ہیں۔

جناب میں ایک یہ بات کہنا چاہوں گی کہ جو مسلمانوں کے خلاف آپریشن کیا جاتا ہے یا جو ایک چیز ان پر تھوپ دی جاتی ہے کہ اس کے قصوروار تم ہو اس کی اصل حقیقت کیا ہوتی ہے؟ یہ بھی میں اپنی زبان سے نہیں بتا رہی بلکہ میں روس کی تاریخ سے صرف دو واقعات آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گی کہ 1999ء میں ماسکو کی عمارتوں میں جو دھماکے ہوئے اور اس میں تین سو سے زائد افراد ہلاک ہوئے اس وقت چیچن مسلمانوں کو ان دھماکوں کا قصوروار ٹھرایا گیا اور

دوسرا واقعہ 2002ء میں ماسکو تھیٹر میں جو بچوں کو بند کیا گیا تھا اور پھر ان کو hostage بنایا گیا اور نکالا گیا اس میں بھی اموات ہوئیں۔ اس کے نتیجے میں پیوٹن کو ہیرو ثابت کرنے کی کوششیں کی گئیں اور چیچن مسلمانوں کو کچلنے کے لیے ایک جوازمہیا کیا گیا۔ جناب! یہی الیگزنڈر ہے جس کا میں نے حوالہ دیا ہے یہ اپنی کتاب "Blowing of Russia Terror from Within" میں لکھتا ہے کہ ان دونوں واقعات کے پیچھے ہمارے جاسوسی ادارے کا ہاتھ تھا اور یہ ہم نے خود کروائے تھے تاکہ چیچنیا کے مسلمانوں پر الزام لگا کے ان کی قوت کو ختم کیا جا سکے۔ تو جناب یہ بھی نظر میں رہے کہ

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

اور جناب یہ بات بھی ذہن میں رہے، بالکل ماضی قریب کے واقعات جس کو ہم نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اخباروں میں پڑھا اور اس کی شہادت سے بھی آنکھیں بند نہیں کی جانی چاہئیں۔ گیارہ ستمبر کی رات امریکہ اور یورپ کا مسئلہ اسامہ بن لادن تھا۔ شک تھا کہ طالبان کے پاس اسامٰہ بن لادن افغانستان میں ہے۔ پھر ملا عمر کا قصور یہ ٹھہرا کہ وہ اسامہ بن لادن کو پکڑ کر ہمارے حوالے کیوں نہیں کرتا اس لیے مسئلہ افغانستان بن گیا مگر ایک سال کے بعد صدام حسین بھی زیر عتاب آیا اور مسئلہ عراق بن گیا۔ Sir اب عراق اور افغانستان گیا۔ اب اس وقت آپ کا مسئلہ ایران ہے اور اس کے ساتھ کیوں کہ افغانستان نہیں اب مسئلہ پاکستان ہے۔ وہ دہشت گرد اب پاکستان میں آ گئے ہیں۔ اور اب ادھر عراق بھی مسئلہ نہیں رہا۔ اگلا جو آپ کا سلامت ملک ہے سعودی عرب وہ اور آپ کے مقامات مقدسہ وہ مسئلہ بن گئے ہوئے ہیں اور White House اور محکمہ خارجہ اور جارج بش سب کو ہم سے شکایت ہے کہ پاکستان مزاحمت کاروں کا صحیح طرح سے علاج نہیں کر رہا، ان کو پکڑ نہیں رہا اور ہم جیسے چاہیں گے پکڑیں گے۔ یہ بل جس پر بحث اور بات ہو رہی ہے اس کی یہی وجہ ہے مگر صلیبی اور صیہونی اتحاد کا اصل ہدف اسلام کی قوت کا خاتمہ ہے میں یہ آپ کو باور کرانے کیا کوشش کر رہی ہوں اور ایک بات یہ بھی جس کی وجہ سے ہم پھر رک جاتے ہیں سوچتے سوچتے اور یہاں پر میرے بھائیوں نے بھی یہ کہا کہ امریکہ بہت بڑا ہے اس سے ہم نے لڑائی مول نہیں لینی اور امداد چھوڑ کے ہم کہاں جائیں

گے۔ جناب یہ امداد کا بھی ایک بڑا سحر ہے' ایک اس کی قوت کا بھی بڑا سحر ہے'ایک اس کی ٹیکنالوجی کا بڑا سحر ہے لیکن ہوا کیا ہے؟ جناب اس ساری قوت کے ساتھ یہ ساری نیٹو 37 ملکوں کی فوجوں کے ساتھ عراق کے نہتے عوام کو زیرنہیں کیا جا سکا' افغانستان کے نہتے عوام کو زیرنہیں کیا سکا۔ اس لیے یہ قوت کا سحر بھی فالتو ڈھکوسلا ہے۔ اس سے اتنی ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسرا میڈیا کا بھی ہمیں بڑا ڈر لگتا ہے کہ میڈیا آج یہ کرے گا تو وہ کرے گا۔ میڈیا کا سارا پروپیگنڈا اور جتنے ان کے channels ہیں وہ اپنے channels اور پروپیگنڈے کے باوجود امریکی عوام کو اور یورپی عوام کو یہ باور نہیں کرا سکے کہ ہماری یہ پالیسیاں درست ہیں اور وہ اپنے حکمرانوں کی ان پالیسیوں کے خلاف کھڑے ہیں۔ امداد کے ذریعے سے جناب اگر یہ بھی سحر ہوتا تو ہم سب کے دلوں میں آج امریکہ کی بڑی محبت ہوتی کہ ہم جتنے پیسے اپنی تعلیم پر خود خرچ کر رہے ہیں۔ اس سے زیادہ donor ایجنسیاں دے رہی ہیں ۔ میں نے اس دن بھی یہ سوال پوچھا تھا کہ صحت پر تو شاید ہم اپنے دس روپے لگا رہے ہیں اور باہر سے مانگ کر بیس روپے لگا رہے ہیں ۔ لیکن ان ملکوں کے باشندوں کے دل میں محبت پیدا نہیں کی جا سکی ۔ نفرتوں میں اضافہ ہوا ہے ۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ ہم کبھی کہا کرتے تھے کہ برطانیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا ۔ جناب اب وہاں سورج طلوع نہیں ہوتا ۔ روس کو ہم سفید ہاتھی کہا کرتے تھے۔ آج وہ کرسٹل کے برتنوں کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوا پڑا ہے ۔ اس لیے میرے خیال میں ان چیزوں سے بہت زیادہ ہراساں ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ آئندہ حکمت عملی کے لحاظ سے میں یہ چند تجاویز دینا چاہتی ہوں،

پہلی بات وہی ہے جو یہاں اور بھی لوگوں نے کی ہے کہ دہشت گردی کی جنگ میں اتحادی بننے سے علیحدگی اختیار کرنے کے لیے جناب میرا خیال ہے پہلا قدم یہ ہونا چاہیے اور اسے علی الاعلان کیا جانا چاہیے اور اگر حکومتی بنچ بھی یہ کہہ رہے ہیں تو پھر تو لازم ہونا چاہیے کہ یہ امداد واپس کر دی جائے اور قطعاً نہ لی جائے' جو امریکہ ہمیں مشروط دینے جا رہا ہے ۔ اعلان کیا جائے کہ ہم اس امداد کے بغیر اچھے ہیں ۔ جناب میں دل سے کہتی ہوں' میری خواہش ہے کہ خدا را ساری دنیا امداد بند کر دے اور ہم اپنے ان وسائل پر روکھی سوکھی کھا کر اور عزت کے ساتھ رہنا سیکھیں اور جو پہلے ہماری عزت تھی وہ ہمیں ملے ۔

دوسری بات جناب! جنرل صاحب نے بھی جو ان کا ایجنڈا ورد زبان بنا لیا ہوا ہے۔ تکیہ کلام بنا لیا ہوا ہے۔ دہشت گرد اور انتہا پسند۔ معتدل ہیں' ماڈریٹ ہیں۔ آؤ آ کر ان پر چڑھ جاؤ۔ آؤ آ کر انہیں ختم کرو۔ خدا را اس کو سمجھیں۔ یہ نئی تقسیم ہے۔ یہ ہمارے خلاف ایک سازش ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ مسلمانوں کے طور پر سب کو مخاطب کریں اور یہ جو نئی گروہ بندی شروع کی ہوئی ہے' خدا را طرز گفتگو کو بدلیں۔

تیسری بات جناب! یہ کہ دہشت گردی کی اس جنگ سے بھی اعلان برائت کریں لیکن میرا خیال ہے کہ اس سٹیٹس میں جنرل صاحب اس سے اعلان برائت نہیں کر سکتے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ آزاد پارلیمنٹ ہو۔ وہ اپنے اندر ہمت پائے گی کہ وہ اعلان برائت کرے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ سب مسلمانوں پر جو الزامات ہیں' خدا را کوئی بندہ دلیل سے اس کا جواب دے۔ عوام الناس کی بات کو تو پذیرائی نہیں ملتی لیکن یہ جو بڑے بڑے ہمارے وزیر' مشیر ہیں' صدر ہیں' آپ لوگ ہیں' آپ تو خدا را کسی طرح سے مدلل طریقے سے جواب دیں کہ یہ صرف الزامات ہیں۔

پانچویں بات جناب! یہ کہ مسلمانوں پر جو ظلم ہو رہا ہے' اس کے خلاف کھڑا ہونا۔ میں کہتی ہوں کہ انسانیت کے خلاف بھی جہاں جہاں پر ظلم ہے' اس کے خلاف ایک عالمی اتحاد بننا چاہیے اور اس اتحاد سے ایک unity آئے اور امریکہ یا جو بھی ظلم کر رہا ہے' اس کا مقابلہ کیا جائے۔

آخری بات یہ ہے کہ ہمارے جتنے ریجنل ممالک ہیں' ان کے ساتھ ہم اتحاد بنائیں کہ دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمسایوں کے ساتھ تعلقات ناگزیر ہوتے ہیں۔ مگر یہ کہ کسی کے ساتھ بڑی دشمنی ہو جائے۔ اپنے سب سے بڑے دشمن بھارت کے ساتھ تو دوستیاں ہی دوستیاں ہیں تو باقیوں کے ساتھ مل کر اپنی ایک ریجنل قوت بنائی جائے۔ اس کے ساتھ یہ کہ اصل طاقت مسلمان ہیں۔ اسلامی ممالک کو متحد کیا جائے۔ اسلامک ورلڈ آرڈر بنایا جائے اور خود اعتمادی کے ساتھ ہم خود بھی دنیا میں زندہ رہیں اور دنیا کے لیے ہمارے پاس جو امن کا پیغام ہے' ہم اسے دنیا کو پہنچانے والے ہوں۔ جناب! ہماری خارجہ پالیسی کا یہ بنیادی نکتہ ہونا چاہیے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نا امیدی
بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

ہم عصائے موسیٰ جو ہمارے پاس ہے' اس پر اعتماد کریں اور فرعون کی پھیلائی ہوئی رسیوں سے خوفزدہ نہ ہوں۔ اللہ ہماری مدد کرے گا۔ بہت شکریہ جناب۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی ۔ سیمیں صدیقی صاحبہ۔

سینیٹر میر جان محمد خان جمالی: جناب میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر میر جان محمد خان جمالی: جناب نہ میں سیدھے ہاتھ میں آتا ہوں اور نہ الٹے ہاتھ میں آتا ہوں' مجھے درمیانی راہ اختیار کرنی پڑتی ہے ۔ غیر جانبدار ہونا پڑتا ہے ۔ فارن پالیسی پر بڑی serious debate ہو رہی ہے لیکن میں آپ کو اس موقع پر مبارک باد دینا چاہتا ہوں۔ فارن آفس کی کامیابیاں' کامرانیاں' ناکامیاں اپنی جگہ پر لیکن آپ کے امام مسجد نے گریٹس ڈپلومیٹ کو مسلمان بنا دیا' اس پر مبارک ۔ اس سے یہ کچھ سیکھیں کہ ہماری کامیابی پارلیمنٹ میں کتنی ہے ۔ میرا خیال ہے فارن آفس بھی اس سے کچھ سبق حاصل کرے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سیمیں صدیقی صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: جناب چیئرمین ! آپ کا شکریہ' آپ نے مجھے خارجہ پالیسی پر بولنے کا موقع دیا لیکن میں خارجہ پالیسی سے زیادہ اپنی عوام کے امریکہ کے بارے میں جو خیالات ہیں' ان کے بارے میں اپنے دل کی اور ضمیر کی آواز کے مطابق بات کرنا چاہوں گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ امریکہ terrorism کے حوالے سے پاکستان پر اپنا constant pressure رکھنا چاہتا ہے اور وہ انڈیا کے ساتھ زیادہ مہربانیاں کر رہا ہے اور اسے concessions دینا چاہتا ہے۔ یہ concessions انڈیا کو دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ پاکستان کو زیادہ سے زیادہ اپنے pressure میں رکھے .to fight against terrorism میں آپ کو ماضی میں لے جانا چاہتی ہوں اور اس ایوان کے توسط سے جس وقت افغان جنگ شروع ہوئی تھی میں اس سلسلے میں اس کا حوالہ دینا چاہتی ہوں کہ امریکہ نے ہی سب سے پہلے سپرپاور بننے کی خواہش کی وجہ سے ایک

سپرپاور کو disintegrate کرنے کے لیے ایک سازش کی اور اس میں اس کا ایک اہم کردار طالبان تھے۔ میں سمجھتی ہوں کہ

Taliban are the creation of America to achieve its goals to disintegrate a Super Power and that is Russia.

ہمیں یہ بات نہیں بھولنی چاہیے اور ہم ایک ally ہونے کے ناتے مستقل امریکہ کا against terrorism ساتھ دے رہے ہیں اور دیتے آئے ہیں مگر ہم terrorism کا ساتھ دیتے دیتے خود terrorism کا شکار ہوگئے ہیں۔ ہم اپنے ملک میں terrorism لے آئے ہیں۔ امریکہ کو اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ ہم نے جتنی اس کی مدد کی ہے while fighting against terrorism اور جو terrorist state ہے آج وہ ہمیں کہتی ہے کہ ہم terrorist state امریکہ کی بدولت بنے ہیں۔ ہم اپنی بدولت نہیں بنے۔ ہم اپنے کرتوتوں کی وجہ سے نہیں بنے بلکہ یہ امریکہ ہے جس کی وجہ سے terrorism ہم اپنے ملک میں لے آئے ہیں اور آج ہمیں ایک خطرناک صورتحال کا سامنا ہے۔

جناب والا! نثار میمن صاحب نے جو بات کہی ہے میں اس سے agree کرتی ہوں کہ ہمیں امریکیوں کو یہاں دعوت دینی چاہیے، انہیں کوئی idea نہیں ہے کہ ہماری terrain کیسی ہے جو ہمارے سرحدی علاقے ہیں ان کی terrain کیسی ہے۔ وہ اپنی مرضی سے جو چاہیں لکھتے ہیں۔ ان کے صحافیوں کو یہاں لانا چاہیے کیونکہ ان کے journalists are biased against Pakistan اور انہیں صحیح حالات کا ادراک نہیں ہے لہٰذا ان کا ایک visit یہاں ہونا چاہیے اور ہمیں انہیں اپنے علاقوں میں لے جا کر visit کرانا چاہیے تاکہ پاکستان کے بارے میں ان کی رائے کچھ تبدیل ہو اور وہ اس بارے میں positive articles لکھنا شروع کریں۔

Sir, I am taking a little time because I have just prepared my speech and I am not fully prepared. Time was short and I wanted to speak on this topic. So, you have to forgive me for that.

Sir, Pakistan is sovereign and independent state and it would not take dictation from any quarters of the world and I think America should

not turn its friends into foes but rather it should turn its foes into friends. And it seems that this is not war on terrorism but a religious war being fought by the Christians and by the West.

عراق میں آپ دیکھ لیں اور جتنے مسلمان ممالک ہیں سب میں امریکہ کی interference ہے تو یہ کیا ہے، سارے مسلمان ملک terrorist تو نہیں ہو سکتے۔

So, this is actually, in my opinion is a war on religion and it is not a war on terrorism. Terrorism

کو بہانہ بنا کر مسلمانوں پر ایک جنگ تھوپ دی گئی ہے تاکہ مسلمان ممالک میں اتحاد قائم نہ ہو اور یہ ترقی نہ کرسکیں ۔ پاکستان ایک sovereign country ہے اور اس میں جو بھی حکومت آتی ہے وہ ظاہر ہے عوام کے ووٹوں سے آتی ہے اور جب عوام کسی حکومت کو ووٹ دیتے ہیں اور حکومت بنتی ہے تو اپنی حکومت پر عوام کا بڑا اعتماد ہوتا ہے اور یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عوام کا اعتماد زائل نہ ہونے دے ۔ لہذا آج کل ہمارے عوام کی یہ سوچ ہے کہ امریکہ پاکستان کے ساتھ زیادتی کر رہا ہے اور امریکہ پاکستان کو pressurize کرتا ہے اور زیادہ concessions لینا چاہتا ہے جب کہ اس کی ہمدردیاں انڈیا کے ساتھ ہیں۔ مدد پاکستان کرتا ہے اس کی against terrorism لیکن اس کی ہمدردیاں ہندوستان کے ساتھ ہوتی ہیں جو کہ اس ریجن میں imbalance create کرتا ہے، power imbalance ہے، انڈیا کو امریکہ ہتھیار دے رہا ہے اور پاکستان کے سلسلے میں even F-16 کے معاملے میں بھی اتنی تاخیر ہوئی تو اس کا مطلب ہے امریکہ پاکستان کو بےوقوف بنا رہا ہے اور پاکستان حکومت کو اپنی foreign policy پر نظر رسانی کرنی چاہیے اور اس کو یہ بتانا چاہیے کہ ہم ایک sovereign state ہیں

and we will not take dictation from any quarter of the world. We are a sovereign state and we know we stand by our principles and we are not going to break our principles for any *khairat or bheek* from any country.

جناب! ایک ہماری بھی بہت بڑی کمزوری ہے۔ حکومت کیا یہ ہماری Opposition کی بھی کمزوری ہے۔ میں کسی پر تنقید نہیں کرنا چاہتی لیکن ہم اپنے گھر میں اپنے اختلاف میں ہم

خود دعوت دیتے ہیں باہر کے لوگوں کو کہ آپ آئیں۔ جب تک ایک گھر کے مکین اپنے گھر کی شکایات باہر جا کر نہیں روتے یا ان کا ذکر نہیں کرتے تو باہر والے کی ہمت نہیں ہوتی کہ وہ آپ کے معاملات میں مداخلت کرے۔ ہماری یہ کمزوری رہی ہے کیونکہ ہمارے ذہنوں میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ جو بھی صدر بنے گا یا وزیر اعظم بنے گا وہ امریکہ کی آشیرباد سے بنے گا تو ہمیں اپنے ذہنوں سے یہ خیال نکالنا چاہیے۔ ہم جو کچھ ہیں اپنے ملک میں ہیں اور اپنے ملک کے لیے ہیں۔ آپ کو اگر اختلاف ہے اپنے صدر سے، اپنے وزیر اعظم سے تو آپ اپنی assemblies میں، پارلیمنٹ میں جو مرضی آئے کہیں اور کریں لیکن جب کوئی باہر سے آئے، یہاں پر ہمارے ایک ساتھی نے بھی میرا خیال ہے شیر افگن صاحب نے یہ بات کہی اور میں بالکل متفق ہوں ان کی اس بات سے کہ جب بھی کوئی باہر سے یہاں آتا ہے ہم فوراً ان کو approach کرتے ہیں۔ نا صرف یہ بلکہ ہم جب delegations لے کر باہر کے ممالک میں جاتے ہیں تو مجھے خود بڑی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے as a Pakistani. Opposition کے جو اراکین ہمارے ساتھ جاتے ہیں وہ بھی پاکستانی ہیں اور ہم بھی پاکستانی ہیں لیکن میں نے وہاں یہ دیکھا ہے، میں کسی کا نام نہیں لوں گی، جب وہاں جاتے ہیں تو ہم اپنی پاکستانی حکومت کی برائیاں کرتے ہیں، وہاں پر خفیہ meetings رکھتے ہیں وہاں کے مختلف international اداروں کے سربراہان کے ساتھ اور کوشش کرتے ہیں کہ یہاں سے reports لے کر جائیں اور ان کو پیش کریں، that goes against Pakistan. جب ہم ہی باہر جا کر اپنی شکایات اور اپنا دکھڑا سنائیں گے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم انہیں دعوت دے رہے ہیں کہ آپ آئیں اور ہمارے internal معاملات میں مداخلت کریں اور جب وہ internal معاملات میں مداخلت شروع کر دیتے ہیں تو پھر ہم ہی رونا شروع کر دیتے ہیں کہ ہم dictation لے رہے ہیں۔ راستہ تو ہم ہموار کرتے ہیں ایسی چیزوں کا۔ ہمیں ان سے اجتناب برتنا چاہیے۔

یہ پاکستان ہم سب کا ہے، Opposition کا بھی ہے اور ہمارا بھی ہے تو ہمیں اپنے ملک کی عزت اور وقار کا خیال رکھنا چاہیے ہر حال اور ہر صورت میں۔ آپ اپنے اختلافات اپنے گھر کے اندر حل کریں نہ کہ آپ باہر سے مدد لیں۔

میں سمجھتی ہوں کہ ہماری پاک افواج is fully capable of taking care of the

اور ہمیں کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے اور میں یہ کہوں air, land and sea boundaries
گی کہ

Pakistan will not be a escape goat for the follies committed by the neighbouring countries.

اگر ہمارے neighbouring countries میں جو بھی حالات ہیں اور اگر وہ خراب ہیں، اگر ان کے اپنے ملک میں unrest ہے تو it is not because of Pakistan and neighbouring countries such as Afghanistan should stop blaming Pakistan because یہ ہمارے پاکستان کا قصور نہیں ہے بلکہ یہ ان کی اپنی internal policies کا failure ہے۔ ہمیں اس طرف بھی دیکھنا چاہیے and we should take a strong and bold step against America. امریکہ کوئی خدا نہیں ہے۔ ہمیں صرف اللہ کا ڈر ہونا چاہیے اور ہمیں صرف اللہ سے مدد مانگنی چاہیے۔ اگر آپ اپنی بات میں سچے ہیں اور آپ حق کی بات کر رہے ہیں تو میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ساتھ دیتا ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی ، شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے اس اہم debate پر بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ پہلی دفعہ میں پارلیمنٹ کو آزاد دیکھ رہا ہوں۔ اس debate میں جو حکومتی لوگ ہیں وہ بھی اس حقیقت کو مانتے ہیں اور امریکہ کے خلاف بولتے ہیں۔ مجھے شاید آج پارلیمنٹ کی آزادی نظر آتی ہے۔ اس سے پہلے کبھی یہ حقائق پر مبنی بات نہیں کرتے تھے آج شیر افگن صاحب نے، ہمارے وزیر صاحب نے بات کی، ہمارے کامل علی آغا نے سب کو اجازت دی کہ آپ کھل کر امریکہ کی مخالفت کریں، جو حقائق ہیں ان پر بات کریں۔ میں حیران ہوں کہ اللہ کرے جس طرح دونوں طرف سے حقیقت پر مبنی باتیں ہو رہی ہیں ان پر عملدرآمد بھی ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین! جو خارجہ پالیسی پر باتیں کی جا رہی ہیں اس میں مجھے افسوس ہے کہ ہم کس سے بھیک مانگتے ہیں، کس سے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ خارجہ پالیسی کو بہتر بنایا جائے۔ آیا

وہ اس پارلیمنٹ کو share کرتے ہیں جن سے ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر صدر مشرف صاحب سے کرتے ہیں یا وزیراعظم سے یا وزیر خارجہ سے تو آیا ہم اس قابل ہیں کہ ہماری تینوں جو powerful forum ہیں یا بااختیار کہ وہ جواب دیں یا امریکہ جو چاہے وہ نہ کرے۔ پہلے ہم اس پر بات کریں۔ جناب والا! 9/11 کے بعد بش نے مشرف سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا اس نے نہ پارلیمنٹ سے پوچھا نہ کسی ادارے سے پوچھا، اس کو تمام فضائی اور زمینی support تھی ان کو امداد دینے کا وعدہ، اس وقت دو منٹ میں agreement کیا کہ جی میرے ائرپورٹ آپ کے لیے حاضر، ہماری فضا بھی آپ کے لیے حاضر۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ایک بڑا موقع تھا کہ مشرف صاحب اپنی امریکہ کے پاس demand رکھتے کہ میں ان اصولوں پر آپ سے تعاون کروں گا تو آج ہم اس مصیبت میں نہ پھنستے۔

جناب چیئرمین! یہ آج کل جو باتیں امریکہ کی طرف سے آتی ہیں یہ ہوائی باتیں نہیں ہیں، یہ منصوبے کے تحت ہیں۔ جو صدارتی امیدوار یہ statementدیتا ہے کہ اگر امریکہ پر حملہ کیا گیا تو وہ حرمین شریفین مکہ مدینہ پر حملہ کرے گا۔ اتنی جرات، میں حیران ہو اسلامی ممالک پر کہ اس بیان کے بعد ان کو چاہیے تھا کہ وہ OIC کا اجلاس بلا کر امریکہ کے ساتھ تمام تعلقات کا بائیکاٹ کرنا چاہیے تھا اورمسلم ممالک کو دو ٹوک الفاظ میں کہنا چاہیے تھا کہ ہم آپ کے نوکر نہیں ہیں، ہم نے آپ سے تعلقات استوار کئے ہیں۔ اگر آپ کی زبان یہ ہے تو ہماری زبان بھی یہ ہے۔ آپ سے زیادہ سپر طاقت اللہ کی ذات ہے۔ آپ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ آپ عراق میں گئے، سو سو لاش روزانہ کنٹینر میں packہو کر واشنگٹن میں جاتی ہے۔ اگر آپ افغانستان میں ہیں تو آج تک آپ رو رہے ہیں، وہاں سے نکل نہیں سکتے۔ اگر آپ نے ایران کو دھمکی دی تو ایران نے آپ کو اپنی زبان میں دھمکی کا جواب دیا کہ خبردار اگر آپ نے حملہ کیا تو ہم آپ کو اس طرح جواب دیں گے۔ آج جب آپ پاکستان کی بات کرتے ہیں پاکستان کو مارنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہ بھی آپ سوچ لیں۔ چونکہ ایران کے حکمران غلام نہیں ہیں، وہ عوام کی بات کو آگے پہنچاتے ہیں، بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے حکمران غلام ہیں اور امریکہ کے لیے ایس ایچ او کی ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں۔ ایک ایس ایچ او کے طور پر پاکستانی حکمران امریکہ کی ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ ملک، کہتے ہیں کہ آزاد پاکستان ہے۔ کونسی آزادی ہے ایک باؤچر آتا ہے۔ اس سے پہلے

بھی آیا، وہ ابھی بھی آیا، امریکی سفیر اگر امریکہ میں جاتی ہے تو کہتی ہے کہ میں صلاح مشورہ کے لیے امریکہ میں آئی ہوں، الیکشن کو صاف و شفاف کرنے کے لیے آئی ہوں۔ پاکستان کے سیاسی معاملات پرمشورہ کرنے کے لیے میں امریکہ جا رہی ہوں۔ آپ کا کیا تعلق ہے کہ آپ ہمارے اندرونی معاملات میں امریکہ جا کر امریکہ کے تھینک ٹینک سےمشورہ کرتی ہیں۔ ہم اپنے اندرونی معاملات میں آزاد ہیں۔ لیکن نہیں جناب! آزاد ہم نہیں ہیں۔ جب آپ کا صدر، آپ کا وزیراعظم اور آپ کا وزیر خارجہ آزاد نہیں ہے تو یہ پارلیمنٹ کہاں آزاد ہے۔ اس کی تو کوئی سنتا نہیں ہے۔ یہ سب ٹی اے ڈی اے اور چیک لینے کے لیے ہم ادھر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وقت ضائع کر رہے ہیں اور قوم کا خزانہ بھی ہم سے ضائع ہو رہا ہے۔ آپ بتائیں کہ پارلیمنٹ کی کسی بات پر حکومت نے توجہ دی؟ کسی فارن پالیسی کے بارے میں پارلیمنٹ سے پوچھا گیا؟ یہ ملک ٹکڑے ٹکڑے ہونے کا خطرہ ہے اور آپ صرف ڈیبیٹ کرتے ہو۔ تم Joint Session بلاؤ، گول میز کانفرنس بلاؤ، تمام اپوزیشن کو، تمام مکتب فکر کے لوگوں کو دعوت دو۔ ہم مل بیٹھ کر اپنے تمام اختلافات کو ختم کر کے ملک کو سنگین حالات سے نکالیں۔

جناب والا! یہ جو باتیں کی جا رہی ہیں کہ امریکہ نے پاکستان کو بچا لیا۔ صدر صاحب کہتے ہیں کہ اگر میں اس وقت امریکہ کو yes نہ کرتا تو آج پاکستان نہیں رہتا۔ آج جو زبان امریکہ پاکستان کے خلاف استعمال کر رہا ہے کہ میں آپ کی ایٹمی قوت کو بھی میں ماروں گا۔ اگر آپ مجھے اجازت نہیں دو گے تو میں وزیرستان میں direct جا کر حملہ کروں گا آپ نے پاکستان کو بچا لیا ہے۔ آپ نے دہشت گردی کے خلاف بین الاقوامی اتحاد میں شامل ہوکر اپنے تمام ہمسایہ ممالک کو ناراض کیا۔ افغانستان کے ساتھ ژوب سے لیکر بلوچستان کی سرحد تک، پشاور سے سات سو کلو میٹر طورخم تک جو ہماری سرحد تھی اس کو آپ نے غیر محفوظ کر دیا ہے۔ وہ بھی ہم پر شک کر رہے ہیں، ان کو بھی ناراض کیا ہے، وہ بھی امریکہ کی طرف سے جواب ہے۔ ابھی مشروط طور پر امداد کے لیے ایک بل پاس کیا ہے بش نے اس پر sign کئے ہیں تو ہم نے جو کچھ کیا ہم نے اپنے آپ کو خراب کیا ہم نے جو عوامی رائے تھی اس کو رد کیا۔ خودکش حملوں کو آپ کہتے ہیں کہ پاکستان میں خودکش حملے زیادہ ہوتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے۔ یہ انڈیا میں نہیں ہوتے، ایران میں بھی نہیں ہوتے دنیا میں ایکسیڈنٹ تو ہو جاتے ہیں لیکن جناب! یہ ہماری خراب خارجہ

پالیسی کی وجہ سے ہے ۔ یہاں پر تو اسلامی طبقہ ہے ۔ مساجد ' مدارس اور اسلامی مکاتب فکر کے لوگ اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں ۔ اس وجہ سے ان کو کوئی اعتماد نہیں ہے کہ کسی وقت امریکہ آ کر کسی مدرسہ پر بمباری کرے گا۔ امریکہ اگر وزیرستان میں کسی مسجد پر بمباری کرے تو آپ کہتے ہیں کہ الگ ہو جاؤ۔ آپ انٹیریئر منسٹر کو کہتے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہاں وزیر خارجہ ہوتے تو میں ان کو مشورہ دیتا کہ امریکہ کا جو صدارتی امیدوار کا بیان ہے اور مشروط امداد کا جو بل اس نے پاس کیا ہے تو اسی دن آپ کو بطور وزیر خارجہ استعفیٰ دینا چاہیے تھا ۔ آپ پانچ سال کے دوران خارجہ پالیسی کو کہاں لے گئے ہیں ؛ آپ نے کس سے تجویز مانگی کس سے مشورہ لیا ؛ آپ پارلیمنٹ میں پیش کر لیتے کہ جی! میرے بس کی بات نہیں ہے امریکہ سپر طاقت ہے۔ یہ کوئی مذاق ہے' ہم کوئی ملک ہیں' ہم ۱۶ کروڑ عوام امریکہ کے غلام ہیں ان کی کیا ہمت ہے کہ باؤچر یہاں آ کر الیکشن میں مداخلت کر رہا ہے ابھی بھی وہ لسٹ بنا رہا ہے کہ کن کن کو حکومت دینی ہے ابھی وہ لگے ہوئے ہیں کہ جن کو بھی حکومت دیں گے امریکہ کی جتنی بھی requirements اور demands ہیں ان کو ماننی پڑیں گی ہماری تقدیر کا فیصلہ واشنگٹن میں ہو رہا ہے اور الیکشن ہم یہاں کرتے ہیں۔ جناب! یہ الیکشن نہیں ہوتا selection ہے۔ ہم یہاں الیکشن کی بات کرتے ہیں۔ یہاں باؤچر آئے تو سب اس سے بھیک مانگتے ہیں کہ خدا کے لیے پاکستان میں شفاف الیکشن کروائیں ۔ یہ شرم کی بات ہے کہ پاکستان میں ہوتے ہوئے ہم اپنے اندرونی معاملات میں ان سے مدد مانگتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ اندرونی معاملات ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر گھر کے اندر جھگڑا نہ ہو ' کبھی شور شرابہ نہ ہو ' کوئی ہاتھا پائی نہ ہو تو باہر کے گاؤں والے آ کر گھر میں داخل نہیں ہوں گے ۔ جب گھر میں جھگڑا ہوگا اور واویلا ہوگا' ایک دوسرے کو پکاریں گے اور ماریں گے تو پھر گاؤں والے سارے جمع ہوں گے کہ مسئلہ کیا ہے۔ اگر حکومت کی تمام جو اکائیاں ہیں یہاں کی اپوزیشن کی جو پارٹیاں ہیں' حکومت سب سے مشورہ کر لیتی' ہم اپنے گھر میں یہ معاملہ یہاں بیٹھ کر حل کر لیتے کہ جی ہمیں کیا کرنا چاہیے اور ہماری خارجہ پالیسی کس طرح بنانی چاہیے تو پھر امریکہ کا کیا تعلق کہ وہ یہاں پر آ کر مداخلت کرئے لیکن قصور حکومت کا ہے۔ جب اپوزیشن پارٹی کو بلاتے نہیں ہیں' ان سے کوئی مشورہ نہیں لیتا ہے تو پھر وہ کس طرح اپنا مشورہ دے ۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں یہ بہت اہم مسئلہ

ہے۔ یہ ہمارے لیے ایک چیلنج ہے کہ ہم نے چین کی بجائے امریکہ کو بہت زیادہ توجہ دی، چین ہمارا پرانا دوست ہے اگر ہم امریکہ کے مقابلے میں سپر طاقت کے طور پر پہلے چین کو رکھ لیتے تو آج امریکہ یہ غنڈہ گردی نہ کرتا، امریکہ کہتا ہے کہ دہشت گردی پاکستان سے ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں سب سے زیادہ دہشت گرد امریکہ ہے کہ عراق میں ناجائز قبضہ کر رہا ہے اور افغانستان میں ناجائز حملہ کر رہا ہے اور وہ کہتا ہے کہ دہشت گرد پاکستان میں ہیں آپ کا دنیا کے معاملات سے کیا تعلق ہے۔ تم مداخلت کرتے ہو۔ میں امریکہ سے کہتا ہوں کہ آج بازار میں جاؤ اور کھلی کچہری کرو ۔۹۸ فیصد لوگ آپ کو گالی دیتے ہیں۔ یہ کوئی آپ کی حکمت عملی ہے۔ یہ کوئی پالیسی تو نہیں ہے۔ آپ پاگل ہیں۔ پوری دنیا میں جو امریکہ نواز جماعتیں ہیں۔ آپ ہسٹری میں دیکھیں، انڈیا میں واجپائی نے شکست کھائی ہے۔ اور ابھی حال ہی میں جو امریکہ نواز پارٹیاں انھیں وہ شکست کھا گئیں۔ قوم سمجھدار ہے۔ ایران ایک چھوٹا ملک ہے۔ اس نے صاف واضح کیا ہے کہ اگر آپ کو اپنے تحفظ کا حق حاصل ہے تو مجھے کیوں نہیں ہے۔ لال مسجد کا جو واقعہ ہوا یہ امریکہ کے کہنے پر ہوا۔ امریکہ کہتا ہے کہ میں جو Order دیتا ہوں اس پر عمل ہوتا ہے۔ لال مسجد کا معاملہ ہمارا اندرونی معاملہ تھا۔ اس کی کوئی وجہ نہیں تھی کہ یہاں ہم اپنے معصوم بچے بچیوں کو ماریں۔ شہید کریں۔ اس کے اور بھی بہت سارے solutions تھے، options تھے۔ صرف اور صرف امریکہ کو دکھانے کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا۔ صدر صاحب امریکہ سے کہتے ہیں کہ اگر مجھے موقع نہیں دیں گے۔ مجھے اقتدار میں رہنے نہیں دیں گے تو پھر حالات خراب ہو جائیں گے ملا لوگ آ جائیں گے۔

امریکہ کہتا ہے ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ آپ میرے لئے قابل قبول ہیں۔ جناب آپ جب خود خطرے میں ہیں۔ وزیراعظم صاحب خطرے میں ہے۔ صدر صاحب خطرے میں ہے اور اپنے گھر سے نہیں نکل سکتے ہیں تو یہ کوئی حکومت کرنے کی ہے۔ آپ کراچی نہیں جا سکتے۔ آپ فاٹا نہیں جا سکتے۔ یہ حکومت کرنے کی ہے۔ صدر اور وزیراعظم ہونے کے باوجود آپ اپنے گھر سے نہیں نکل سکتے۔ امریکہ کے کہنے پر اپنے آپ کو خطرے میں ڈال لیا ہے۔ یہ کوئی منطق نہیں ہے۔ مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کوئی عقل مندی کر رہے ہیں۔ جناب!

اپنی مٹی پر چلنے کا طریقہ سیکھو۔
سنگ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤ گے۔

آپ ابھی دیر نہ کریں۔ آپ غیر جانبدارانہ الیکشن کا اعلان کر کے ایک غیر جانبدار چیف الیکشن کمشنر مقرر کریں۔ اس ملک کو عوامی لوگوں کے حوالے کر دیں۔ اس کا solution صرف یہی ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ خدارا ہمارے حکمران جو ہیں وہ قوم پر رحم کریں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ ہماری خارجہ پالیسی ٹھیک ہے۔ میں دعوت دیتا ہوں کہ آپ جائیں کسی بھی مارکیٹ میں۔ آپ survey کریں سو میں سے ۹۷، ۹۸ لوگ امریکی پالیسی کے خلاف ہیں۔ سو فیصد ہی سمجھیں۔ جناب چیئرمین! یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ خدارا! ابھی وزیر خارجہ بھی نہیں بیٹھے ہیں۔ یہ اہم مسئلہ discuss ہو رہا ہے لیکن وہ نہیں بیٹھے ہیں۔ پتا نہیں کیا مصروفیات ہیں۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، اس لئے میں نے محسوس کیا ہے جب وزیر خارجہ کا نام آئے گا تو وقت ----

جناب چیئرمین، اس کے ساتھی موجود ہیں وہ notes لے رہے ہیں ان کے لئے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، (+++) آپ نے بٹھا دیا۔

جناب چیئرمین، ایسا نہیں کہتے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، میں سمجھتا ہوں کہ میری کچھ تجاویز ہیں کہ اگر ہم یہ فیصلہ کریں کہ ہم نے دہشت گردی میں امریکہ کا جو ساتھ دے رہے ہیں فوری طور پر ان کا بائیکاٹ کریں۔ جو امداد اس نے مشروط کی ہے اس کو ان کے منہ پر مارنی چاہیے۔ ہمیں اپنے پیٹوں پر پتھر باندھ کر اپنی آزادی چاہیے۔ ہمیں اس کی امداد نہیں چاہیے ہمیں اپنی آزادی چاہیے۔

ملے خشک روٹی جو آزاد رہ کر
تیرے خوف و ذلت کے حلووں سے بہتر

[+++Words expunged by the orders of the honourable Chairman]

کیا مذاق ہے کہ آپ چند ٹکوں کی خاطر ہمیں غلام بناتے ہو' کہتے ہو کہ جاؤ وزیرستان مدرسوں پر حملے کرو پھر ہم امداد آپ کو دیں گے۔ اس امداد کو ہم کبھی برداشت نہیں کریں گے۔ اس لئے فوری طور پر اس کا اعلان کیا جائے۔ جناب چیئرمین! پہلی دفعہ موقع ملا ہے کہ دونوں طرف سے خیالات یکساں ہیں۔ اور وہ موڈ میں ہیں کہ آپ ایک متفقہ قرارداد سینیٹ سے پاس کریں کہ امریکہ سے باقاعدہ بائیکاٹ کرنا چاہیے۔ سینیٹ کے تمام ممبران متفق ہیں۔ موقع سے آپ فائدہ اٹھائیں کیونکہ کسی بھی مسئلے پر کبھی بھی متفق نہیں ہوئے۔ لیکن پہلی دفعہ میں دیکھ رہا ہوں' اللہ کرے کہ یہ دوسرے معاملات پر بھی متفق ہو جائیں۔ اس کے لئے اسلامی ممالک کو میں message دیتا ہوں OIC کا اجلاس بلا کر امریکہ کے تمام اقتصادی اور تجارتی معاملات کا بائیکاٹ کرنا چاہیے۔ اپوزیشن پارٹیاں ہیں وہ گول میز کانفرنس بلا کر اور یہاں بیٹھ کر جو سنگین حالات ہیں ملک میں اس کے متعلق خارجہ پالیسی بنانی چاہیے۔اور یہ باؤچر جو پاکستان آیا ہے اور یہ ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کر رہا ہے' آئندہ اس کو ویزا نہ دیا جائے۔ وہ باؤچر ہے یا واؤچر ہے اس کو پاکستان میں نہ آنے دیا جائے' اس پر پابندی لگائی جائے۔ یہ ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کر رہا ہے اور ہمیں خراب کر رہا ہے۔ لہذا امریکہ اس کو وہاں روکے' ہم کسی کے نوکر نہیں ہیں۔ اپنے اندرونی معاملات' الیکشن کو شفاف بنانا ہمیں خود آتا ہے وہ ہمیں کیوں dictation دیتا ہے؛ میں سمجھتا ہوں جرأت پیدا کریں اور اگر اس دفعہ حکمرانوں نے یہ موقع ضائع کر دیا تو پوری قوم ان کو معاف نہیں کرے گی۔ خدارا! اس ملک پر رحم کیا جائے اور اس میں امریکہ کی جو غنڈہ گردی ہے' جو براہ راست مداخلت ہے' اس کے خلاف پوری قوم کو اٹھنا چاہیے اور ہمارے حکمرانوں کو باقاعدہ طور پر امریکہ کو دو ٹوک الفاظ میں کہنا چاہیے کہ آپ کے صدارتی الیکشن کے امیدوار کو۔۔۔ یہ اس کی زبان نہیں ہے' جناب چیئرمین! یہ امریکی تھنک ٹینک کی زبان ہے' ایک صدارتی امیدوار کی زبان نہیں ہے۔ یہ ملتِ کفر کا منصوبہ اسلام کے خلاف ہے کہ مغربی دنیا میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے' اس کو روکنے کے لیے اور ان کو catch کرنے کے لیے ہے لیکن میں امریکہ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام جو ترقی کر رہا ہے اس کو آپ نہیں روک سکتے۔ ہم اس کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ super طاقت صرف اللہ کی ذات ہے' آپ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ہمیں اللہ پر بھروسہ ہے' آپ اپنی حد میں رہیں' اگر آپ نے حد سے تجاوز کیا تو یہ پاکستانی

قوم آپ کو معاف نہیں کرے گی۔ اگر حکمران معاف کریں بھی تو یہاں کے سترہ کروڑ لوگ آپ کو معاف نہیں کریں گے اور ہم اس ملک اور اسلام کے لیے انشاء اللہ لاکھوں سر، لاکھوں جانوں کی قربانی کے لیے تیار ہیں۔ میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں۔ Thank you very much.

جناب چیئرمین، شکریہ۔

سینیٹر کامل علی آغا، میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں، بلیدی صاحب نے ہمارے قابل احترام مہمانان گرامی جو لابی میں بیٹھے ہوئے ہیں، ان کی طرف اشارہ کر کے چند الفاظ کہے ہیں، یقینی طور پر ان کا مطلب وہ نہیں ہو گا جو انہوں نے کہا ہے لیکن میں یہ تصحیح چاہتا ہوں کہ ان الفاظ کو حذف کیا جائے۔ یہ ہمارے محترم ہیں، یہ ہمارا part and parcel ہیں تو میں یہ چاہوں گا کہ وہ حذف کر دیے جائیں۔

جناب چیئرمین، وہ میں نے already کہہ دیا ہے۔ آپ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ جی سیمیں صدیقی صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی، آپ سے ایک request ہے کہ میں نے بہت جلدی میں تقریر لکھی تھی، میرا ایک point رہ گیا تھا and it is very relevant and I would like, if you permit me.

جناب چیئرمین، جلدی کر لیں۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی، Thank you sir. جناب! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہماری Pakistanis کی ایک بہت بڑی community امریکہ میں بھی ہے اور چونکہ وہاں پر اب presidential elections آ رہے ہیں تو میری اس House کے توسط سے ان سے request ہے کہ وہ ایسے candidate کو support کریں، Republican or Democrates میں سے ایسی پارٹی کو support کریں جن کے manifesto میں پاکستان کے لیے favourable باتیں ہوں اور وہ ان سے question کریں کہ وہ پاکستان کو کیا دے رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ووٹ دیں۔ Pakistani community کے کافی سارے ووٹ ہیں جو رزلٹ پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ اس House کے through میں ان سے یہ request کرنا چاہتی ہوں اور دوسری چیز یہ ہے کہ

ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ امریکہ بے شک ایک سپر پاور ہے لیکن جس سے اس کو جو جو کام لینا

ہوتا ہے ۔ وہ لیتا ہے اور then discord it as a tissue paper. So we should not

forget that. Thank you sir.

Mr. Chairman: We will adjourn now to *Insha Allah* reconvene tomorrow. We have a few speakers and we can give them time tomorrow. Then we will adjourn now to *Insha Allah* reconvene tomorrow at 10:00 a.m.

سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلم علی المرسلین والحمد لله رب العالمین۔

[The House was then adjourned to meet again at 10 O'clock on Tuesday the 22nd August, 2007]